اسلامی مساوات

اہمیت وضرورت



مولانا شفیق احمد قاسمی

ادارہ پاسبانِ علم وادب کٹولی کلاں
ضلع اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا

اسلامی مساوات

اہمیت وضرورت

مولانا شفیق احمد قاسمی

ناشر
ادارہ پاسبانِ علم وادب کٹولی کلاں ضلع اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلات

نام کتاب: ــــــــــــــــ اسلامی مساوات، اہمیت وضرورت

نام مصنف: ــــــــــــــــ مولانا شفیق احمد قاسمی

تعداد: ــــــــــــــــ ایک ہزار

کتابت: ــــــــــــــــ (قاری) عثمان غنی عادل

موبائل:9450732097

طباعت: ــــــــــــــــ بھارت پریس دہلی

صفحات: ــــــــــــــــ ۶۴

قیمت: ــــــــــــــــ

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ صداقت نوادہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی۔ ۲۷۶۴۰۱

۲۔ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند۔ ۲۴۷۵۵۴

۳۔ دارالکتاب دیوبند۔ ۲۴۷۵۵۴

۴۔ الفرقان بکڈپو نظیر آباد، لکھنؤ۔

فہرست مضامین



انتساب

اپنی اس کاوش کو تمام اساتذہ کرام بالخصوص حضرت مولانا محمد عثمان صاحب ساحر مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ اور جناب مولانا ضیاء الدین صاحب خیرآبادی کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کی خاص توجہ سے قلم پکڑنے کے قابل ہو سکا

اور

والدین اور چچا صاحبان، برادران اور جملہ خاندان کے نام جن کا علمی خواب میری شکل میں شرمندہ تعبیر ہوا

اور

اپنے گاؤں (کٹولی) والوں کے نام جن کے حوصلہ افزاء کلمات نے میرے تعلیمی ایام کو شرمندہ تکمیل کیا۔

زباں خاموش رہتی ہے شفیقِ حق بیاں لیکن
کبھی باطل کے حق میں خامہ فرسائی نہیں ہوتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدّمہ

از مولانا مفتی جمیل احمد نذیری مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ، مبارکپور
مجاز صحبت وبیعت شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

اسلام دنیا میں اس وقت جلوہ گر ہوا جب دنیا میں من، تو کے امتیاز میں مبتلا تھی، تعصب وعناد کی آندھیاں چل رہی تھیں، اونچ، نیچ کا فرق تھا، ایک ہی آدمؑ وحواؑ سے پیدا انسان، ذات وبرادری کی بنیاد پر چھوٹے بڑے، اعلیٰ وارذل میں تقسیم تھا، اولاد آدم کشاکشِ حیات کی نہ جانے کن کن وادیوں سے گزر رہی تھی، ایک طوفانِ بلاخیز تھا جو انسانیت کو بہائے لے جارہا تھا۔

اسلام آیا تو نظامِ مساوات آیا، اولادِ آدم کے درمیان ذات وبرادری والے اونچ ونیچ کے معیار کو ختم کیا، سارے انسانوں کو انسان ہونے کی حیثیت سے برابری کا حق دیا، بڑائی اور اعلیٰ وارفع کا معیار صرف اور صرف دینداری اور تقویٰ وپرہیزگاری قرار پائی۔

لیکن افسوس کہ اسلام کے ماننے والے، اولادِ آدمؑ کے سردارؐ کا کلمہ پڑھنے والے اسلامی مساوات کا درس بھول گئے، انہوں نے دوسروں کے باطل افکار ونظریات اور فاسد خیال واعمال کا اس قدر اثر قبول کرلیا کہ اونچ ونیچ کا وہی معیار اپنالیا جو دوسروں کی پہچان تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں مختلف ذات وبرادریوں کے درمیان اختلافات کی زبردست خلیج پیدا ہوگئی، آپسی شکر رنجیاں بڑھیں، اسلامی اخوت وبھائی چارگی کے بجائے عناد ودشمنی نے جڑ پکڑ لی کچھ لوگ احساسِ برتری سے سرشار ہوئے، کچھ احساسِ کمتری کا شکار، اس کشمکش میں اسلامی مساوات کا تصور

دھواں ہو کر رہ گیا۔

یہ تو تھا ہی، اس کے علاوہ خود ایک ہی برادری والے، ایک ہی جگہ کے رہنے والے، بلکہ آپس میں خونی رشتہ رکھنے والے بھی بغض وحسد، کینہ کپٹ جیسی عاداتِ رذیلہ میں مبتلا ہو گئے، ایک دوسرے کو دیکھنا گوارہ نہیں، ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ نہیں، دشمنی وعداوت اس قدر کہ اللہ کی پناہ۔

ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں سر پھٹول جھگڑے اور نزاعات، ذات وبرادری کے تفرقے، دلِ دردمند اور فکرِ ارجمند رکھنے والے ایک مسلمان کو، اور وہ بھی جب اللہ تعالیٰ نے علمِ دین سے بھی بہرہ ور کیا ہو، کیسے گوارہ ہو سکتا ہے، وہ ان حالات کو کیسے برداشت کر سکتا ہے، اس کا دل ایسی باتوں پر کڑھتا اور روتا ہے، وہ مسلمانوں کو صحیح راہ پر لانے اور اصل سرچشمے سے جوڑنے کے لئے بے قرار رہتا ہے۔

"اسلامی مساوات، اہمیت وضرورت" کے مصنف مولانا شفیق احمد قاسمی ایسا ہی دلِ دردمند رکھنے والے عالم دین ہیں، مسلمانوں کے موجودہ کشمکش والے حالات پر ان کی کڑھن، ان کی فکر اور ان کا درد، تحریر کا پیکر بن کر اس کتاب کی صورت میں جلوہ گر ہو گیا ہے، اس میں شک نہیں کہ ان کے اشہب قلم نے پوری تفصیل کے ساتھ موضوع کے اطراف وجوانب کا بھرپور احاطہ کیا ہے۔

کتاب بصیرت افروز بھی ہے اور چشم کشا بھی، بات دل سے نکلی ہے اور دل پر اثر انداز ہونے کی کیفیت رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی سعیِ حسنہ کو قبول فرمائے، اس کتاب کو عامۃ المسلمین کے لئے نافع اور جذبۂ عمل کو مہمیز کرنے اور اس پر آمادہ کرنے والی بنائے، من وتو کی دیواریں گریں، بھائی، بھائی سے گلے ملے، بغض وحسد اور نفرت وعداوت کی جگہ آپسی پیار ومحبت پروان چڑھے، اسلامی مساوات واخوت کے پھول کھلیں (آمین) وماذالك على الله بعزيز

جمیل احمد نذیری غفرلہ
مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ، مبارکپور
۷ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ یوم سہ شنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنی بات

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الاولین والآخرین

وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔ امابعد۔

رسولِ کائنات، فخرِ موجودات، رحمتِ عالم، ہادیٔ اعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور حیاتِ مبارکہ کا ایک انقلاب آفریں کارنامہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان وتوحید اور آسمانی قانون ودستور کی بنیاد پر قائم ایک ایسا صالح اور جامع معاشرہ تشکیل فرمایا جس کا ہر فرد بتانِ رنگ وبو کو توڑ کر ملت میں گم ہوچکا تھا اور دشمنانِ اسلام کے سامنے اسلامی وحدت ومساوات کی ایک ایسی چٹان کھڑی ہوگئی تھی جس کے مضبوط پتھروں سے ٹکرا کر معاندین اسلام پاش پاش ہوتے گئے اور بہت قلیل مدت میں وہ بھی طاغوتی اور فرعونی طاقتیں جو قصرِ اسلام کو منہدم کرنے کی جان توڑ کوششیں کررہی تھیں نیست ونابود ہوکر صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں اور تاریخ کے اوراق پر صرف ان کے عبرتناک انجام کی داستان باقی رہ گئی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انقلابی پہلو نے دانشورانِ یورپ وامریکہ اور مفکرانِ ہندوچین کو ششدر کررکھا ہے کہ آخر کیونکر ایک عرب نژاد اُمّی نے عربوں کے متصادم ومتحارب قبائل کو جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہا کرتے تھے اور قبائلی نخوت اور خاندانی تفاخر کو اپنا آبائی ورثہ گمان

کرتے تھے ایک پرچم تلے ایک عقیدہ ونظریہ پر متحد کر کے قوت واستقامت کا پیکر بنادیا اور ان کی صدیوں پرانی تقلیدی روایات کو اسلامی نظریہ توحید میں بدل دیا یہاں تک کہ جو عرب اپنی ذاتی خواہشات، قبائلی روایات اور خاندانی امتیازات کے تابع ہو کر برسوں لڑتے مرتے اور کٹتے رہتے تھے وہ اللہ کے لئے جینے اور مرنے لگے اور تمام امتیاز وتفاخر کو ترک کر کے انسانی مساوات اور اسلامی وحدت کا اعلیٰ نمونہ بن گئے اور ایک ایسی آندھی بن کر آگے بڑھے کہ ان کے سامنے قیصر وکسریٰ بھی هَبَاءً مَّنْثُوراً (بکھرے ذرات) ہو کر اڑ گئے اور افریقہ واندلس، چین وسندھ کے دور دراز علاقوں تک اسلامی پرچم لہرانے لگا اور فضائے کائنات میں اللہ اکبر اللہ اکبر کی ہمہ دم صدائیں گونجنے لگیں، اس کتاب میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کے اسی پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے شاید ہمیں اس کی زیادہ ضرورت ہے، چونکہ ہمارا معاشرہ قبیلہ، گاؤں، منطقہ اور علاقہ، ایام جاہلیت کا عکسِ قبیح ہے، اس میں وہی قبائلی نخوت، خاندانی تفاخر، ذاتی خواہشات، قبائلی روایات، خاندانی امتیازات، آپسی تصادم وتحارب، نفرت وعداوت، اختلاف وانتشار پیدا کر کے آپس کے تعلقات کو خراب کرنا محبت ومودت، اپنائیت اور چاہت کے ماحول میں فساد وبگاڑ کا زہر گھولنا کسی کی تحقیر وتذلیل اور تمسخر واستہزاء کرنا، آپسی چپقلش، تنازعات، بدامنی، خلفشار، بداعتمادی وبدگمانی، بغض وکینہ وچغل خوری، فریب ودھوکہ، اسراف وفضول خرچی اور غرور وخود پسندی اور وہ تمام صفاتِ قبیحہ جو زمانہ جاہلیت میں پائی جاتی تھیں موجود ہیں، اس جمع وتالیف کا مقصد مذکورہ صفات کی عمارت کا قلع قمع کرتے ہوئے وحدت ومساوات، انسانیت، محبت، اخوت، تعاون، ایک دوسرے کا احترام، ایک دوسرے کے کام آنا، ایک دوسرے کے لئے قربانی دینا، اس کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینا، انسانیت کے نام پر سب کے حقوق کی رعایت کرنا، ہر فرد کو اس کے مقام ومرتبہ اور عمر کے اعتبار سے درجہ دینا، عفو ودرگذر، صفح وچشم پوشی سے کام لینا اور اَلْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ کی عملی تفسیر پیش کرنا ہے۔

ہم مساوات کا پیغام لئے آئے ہیں

مہر والفت سے بھرے جام لئے آئے ہیں

چند اوراق محبت سے ہیں پیشِ خدمت

کام جو آئیں وہی کام لئے آئے ہیں

اس کتاب کا موضوع نیا نہیں بلکہ پرانے موضوع پر اپنے گاؤں کی اصلاحِ معاشرہ کی ایک نئی کوشش، وہی کوشش جس کے متعلق جناب عبدالرحمٰن عابدؔ (احتشام) صاحب سے گفتگو ہوتی رہتی ہے کہ گاؤں کی ثقافتی، لسانی، تہذیبی، تربیتی اور فکری سطح پر بیداری کا انتظام کیسے کیا جائے؟ موجِ بلا سے پنجہ آزمائی، اختلاف کے تھپیڑوں، انتشار کی لہروں کے رخ موڑنے کی کیا صورت اپنائی جائے؟ ظاہر ہے اس کے لئے دشتِ جنوں کا سپاہی اور سنگلاخ وادیوں کا راہی بننا ہی پڑے گا۔

کاوشِ دشتِ جنوں ہے ہمیں اس درجہ پسند

کبھی تلووں سے جدا خارِ مغیلاں نہ ہوا

اپنے گاؤں اور علاقے میں چند اصحابِ استقامت وعزیمت سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں جو وسیع النظر، سلیم الطبع، روشن دل، روشن دماغ اور معتدل خیال، انسانیت پر ترس کھانے والے، امت کی زبوں حالی دور کرنے والے، حالات، زمانہ، زندگی، معاشرہ کے نبض شناس، ہر نازک اور پیچیدہ مرحلے میں ترجیح یا پسند کو اختیار کرنے والے، جن کے اندر نرم خوئی، کشادہ نفسی، سیر چشمی، رواداری، سلیقہ مندی، ایثار، بردباری، ٹھہراؤ، نرم روی، سنجیدگی اور اپنے سے زیادہ دوسروں کو گوارا کرنے کا بے تحاشہ جذبہ، ادبی، ثقافتی موضوعات پر آزادانہ تبادلۂ خیال کرنے والے، اپنی مہارتِ لسانی، ذہانت، نثری قدرت کے ساتھ ساتھ شعروسخن کا ماہرانہ مذاق رکھنے والے، جس سے ان کی ظرافت، زبان وبیان پر قدرت اور تعبیر وتحریر کی ندرت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، ان صفات کے حاملین پر ہمیں بڑا ناز اور فخر تھا لیکن

ناز جس خاکِ وطن پر تھا مجھے آہ جگرؔ

اسی جنت پہ جہنم کا گماں ہوتا ہے

عجلت میں زبانِ قلم سے نکلے ہوئے یہ چند الفاظ کہیں کتاب کے صفحات کی تعداد بڑھا نہ دیں اس لئے قلم کو یہیں روکتا ہوں کیوں کہ یہ کتاب بہت جلد اور مختصر وقت میں تیار کی گئی ہے، اب اخیر میں ان لوگوں کا شکرگذار ہوں جنھوں نے کسی بھی قسم کا تعاون کیا خصوصاً جناب مولانا مفتی جمیل احمد نذیری صاحب مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ، مبارکپور، کا جو نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئے کہ مسودہ کی تیاری کے وقت ابوظبی میں موجود تھے لہٰذا مقدمے کے لئے ان کی خدمت میں پیش کر دیا اور انہوں نے اس کے لئے وقت نکالا، پس تمام معاونین کے لئے یہی دعاء ہے کہ حماك الله عن شر النوائب. جزاك الله في الدارين خيراً.

شفیق احمد قاسمی

مصحح شعبیہ، کمپیوٹر بیسک کورس

النبر اس انسٹی ٹیوٹ، ابوظبی، الامارات

۲۵ر جنوری ۲۰۱۲ء

اسلامی مساوات

اہمیت وضرورت

اسلام کا دین فطرت ہونا اس کی تعلیمات سے ثابت ہوتا ہے،، جس نے بھی سنجیدگی اور حقیقت پسندی کے ساتھ اسلام کی تعلیمات وہدایات کا مطالعہ کیا اور اسلامی نظامِ زندگی پر گہرائی کے ساتھ غور وفکر کیا وہ کہنے اور ماننے پر مجبور ہوگیا کہ اسلام کی تمام تعلیمات انسانی فطرت سے پوری طرح میل کھاتی ہیں اور اس کے اصولوں سے انحراف درحقیقت، فطرت سے بغاوت اور بغض وعناد کی راہ پر چلنا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَاتَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَایَعْلَمُوْنَ.

(روم۔۳۰)

اللہ کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اختیار کئے رہو، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

انسانی مساوات

اسلام کی جامعیت وکاملیت اور حقانیت کا ایک روشن ثبوت یہ ہے کہ اس نے انسانی وحدت ومساوات کے نظریہ کو پوری شدت اور قوت کے ساتھ پیش کیا ہے اس نے نسلی امتیاز اور قومی ووطنی تفوق اور خاندانی برتری کے تصور کو بالکل خارج کردیا اور ایک ایسے دور میں جب کہ عرب وعجم کے اکثر مذاہب میں ذات اور برادری کی بنیاد پر اشرف وارذل کی تقسیم نے انسان کو متعدد خانوں میں بانٹ رکھا تھا ہندوستان میں منووادی نظام کے تحت ایک غیر فطری

تقسیم تھی برہمن، چھتری، ویش، شودر چار قسم کے انسان مانے جاتے تھے منو کی تعلیم کے تحت برہمن برادری سب سے اعلیٰ واشرف ہے کیونکہ وہ برہما کے سر سے جنمی ہے اس کا کام حکومت کرنا اور مذہبی قیادت کرنا ہے، چھتری برہما کے سینہ سے پیدا ہوئے اس لئے اس کا کام ملک وقوم کی حفاظت کرنا اور تلوار چلانا ہے، ویش کا جنم برہما کے پیٹ سے ہوا اس لئے غلہ جات اور کھیتی باڑی کا شعبہ اس کے سپرد ہے، شودر برہما کے پیروں سے پیدا ہوئے یہ بس نام کے انسان ہیں یہ تینوں برادریوں کے خادم ہیں اور تمام حقوق سے محروم انتہائی ذلیل اچھوت مانے گئے یہاں تک کہ ان کا سایہ بھی کسی برہمن پر پڑ گیا تو موجب قتل گناہ کیا۔

عربوں میں بھی قبائل وخاندان کے درمیان عصبیت کی انتہاء تھی قبیلہ قریش اپنے کو سب سے افضل واشرف گردانتے تھے اور قریش کی دوسری شاخیں بھی اپنے کعبۃ اللہ سے تعلق ونسبت کے باعث دوسروں سے خود کو اعلیٰ وافضل مانتی تھیں پھر مضر وربیعہ کے درمیان افضلیت کا جھگڑا چلتا تھا جبکہ مکہ کے قریش، یثرب کے انصار کو کمتر گمان کرتے تھے، ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو باپ دادا کی وجہ سے یا منصب ومرتبہ کے سبب حقیر تصور کرتا تھا نسب وحسب پر فخر عام تھا، اس تقسیم وتصور کا نتیجہ تھا قبائل وخاندان کے درمیان نفرت وعداوت اور جنگ وقتال کا عام ماحول پایا جاتا تھا ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کی تحقیر وتذلیل کرنے میں فخر محسوس کرتا تھا، عربی کا ایک شاعر دوسرے قبیلہ کے شاعر سے کہتا ہے

فغض الطرف انک من نمیر

فلا کعبا بلغت ولا کلابا

تم اپنی نگاہ کو پست رکھو سر نہ اٹھاؤ اس لئے کہ تم قبیلہ نمیر کے ہو تم فضل وشرف میں قبیلہ کعب وقبیلہ کلاب کے برابر نہیں ہوسکتے تھے۔

عربی وعجمی نظریہ تفاوت کے ساتھ یورپ کے گورے، کالوں کو انسانی جماعت سے الگ محض ایک جانور تصور کرتے تھے اور یہ رنگ ونسل کا امتیاز وفرق اتنا غالب تھا کہ آج کے ترقی یافتہ دور

میں بھی یورپ کے گوروں کو اپنی برتری کا شدید احساس ہے، جبکہ انگریزی دورِ حکومت میں کسی کالے ہندوستانی کو اجازت نہیں تھی کہ وہ گوروں کے ساتھ بیٹھے یا ان کے برابر کھڑا ہو ابھی ۱۹۹۵ء تک جنوبی افریقہ میں یہی نظام تفریق قائم تھا تو غور کیجئے کہ آج سے چودہ سو سال قبل عربوں کا کیا حال رہا ہوگا یا خود ہندوستان میں دلتوں کی کتنی ناگفتہ بہ حالت رہی ہوگی، اس دورِ ظلمت وضلالت میں اسلام ہی کی آواز تھی جس نے نسل انسانی کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا تھا۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔

(الحجرات۔۱۳)

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مذکر ومؤنث (آدم وحوا علیہما السلام) سے پیدا کیا اور تم کو خاندان اور قبیلوں میں کیا تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرو بیشک تم میں کا سب سے معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

اسی تخلیقی وحدت ومساوات کو سورہ نساء کے شروع میں بیان کیا ہے

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ۔

(النساء۔۱)

اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے تم کو ایک جان (آدم) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا (حوا) کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سارے مردوں اور عورتوں کو پیدا کر کے پھیلایا اور ڈرو اس پروردگار سے جس کے واسطے سے آپس میں سوال کرتے ہو اور رشتہ داریوں کے (توڑنے) سے ڈرو۔

ان آیات کے وسیع تر معانی پر غور کیجئے کہ پوری دنیا میں اربوں مرد وعورت جو پھیلے ہوئے ہیں ان سب کی اصل ایک ذات پر منتہی ہوتی ہے وہ ہے حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انہیں کو پیدا کرنے کا اعلان فرشتوں کے درمیان فرمایا تھا

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔ (البقرۃ۔۳۰)

یاد کرو اس وقت کو جب کہ آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سڑی ہوئی سیاہ مٹی کے خمیر سے پیدا کیا یعنی ان کی تخلیق میں عنصر غالب مٹی کو رکھا جو طبعاً پستی چاہتی ہے، اللہ نے مٹی کی جنس میں اپنی حکمت و مصلحت کے رنگ و روپ اور صلاحیت و استعداد کا فرق رکھا ہے جبکہ ہم خود مختلف رنگ و استعداد کی مٹی دیکھتے ہیں کہ کہیں سیاہ ہے تو کہیں سرخ کہیں ہلکے پیلے رنگ کی تو کہیں سفیدی مائل اور پھر بھر بھری، ریتیلی، سخت، پتھریلی، ان سب کی الگ الگ خاصیت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر ہر قسم و صلاحیت کی مٹی سے تیار کیا اور اس سے آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ (الحجر-۲۶)

اور ہم نے انسان کو کھنکھناتی ہوئی سیاہ سڑی مٹی سے پیدا کیا۔

اللہ کے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر نسلی و قومی امتیاز و تفاوت پر ضرب کاری لگاتے ہوئے اسی حقیقت کا احساس دلایا تھا کہ دنیا کے تمام انسان خواہ وہ گورے ہوں، کالے ہوں، عرب ہوں یا عجم ہوں سب کی حقیقت و اصلیت حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو مٹی سے پیدا کئے گئے، فخر و ناز اور گھمنڈ و غرور کا کوئی تصور بھی مٹی سے وابستہ نہیں، مٹی اپنی فطرت و طبیعت میں پستی کا تقاضا کرتی ہے اس لئے ایک انسان دوسرے انسان پر اپنی اصل کے اعتبار سے فائق نہیں ہو سکتا سب چونکہ ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اس لئے فطری طور پر سب میں تخلیقی مساوات پائی جاتی ہے۔ جہاں تک بات شرف و فضیلت کی ہے تو وہ اس حقیقت میں پنہاں ہے کہ انسان اپنے تخلیقی مقصد کو کس قدر عمدگی کے ساتھ پورا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین اور رب العالمین ہیں انہوں نے کسی بھی چیز کو بے کار و بے مقصد نہیں بنایا یہ اللہ تعالیٰ کی شان و قدرت کے منافی ہے کہ وہ بے مقصد چیز بنائے اس نے انسان کو مٹی سے بنایا اور پھر یہ بھی احساس کرا دیا کہ ہم نے تم کو عبث (یعنی فالتو لایعنی نہیں بنایا ہے) ارشاد ہے

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ۔ (المومنون۔۱۱۵)

کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آ ؤ گے۔

لہٰذا انسان کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ۔ (الذاریت۔۵۶)

اور ہم نے انسان و جنات کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

جب عبادت ہی انسان کی تخلیق کا اصل سبب ہے تو انسان کی فضیلت و شرافت اور اللہ کے یہاں اس کی محبوبیت کا معیار بھی عبادت ہی ہوگا جو بندہ اللہ سے جتنا زیادہ تعلق رکھے گا اسی قدر اللہ کی عظمت و جلالت کا ادراک کرے گا اور اس اعتبار سے وہ اپنے خالق و مالک سے ڈرے گا اور اس کی نافرمانی اور حکم عدولی سے بچے گا اور یہی خوف اس کو اپنے تخلیقی فرائض میں مشغول رہنے پر آمادہ کرے گا لہٰذا اللہ تعالیٰ کا خوف ہی تقویٰ ہے، اللہ کے نزدیک مقبولیت ومحبوبیت اور اکرام واعزاز کا معیار و پیمانہ بنایا گیا ہے۔

رسول کامل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطاب عام میں میدانِ عرفات و منیٰ میں فرمایا تھا اسی خطبہ میں ''الناس'' کا لفظ استعمال فرمایا

الناس بنو اٰدم وادم خلق من تراب لافضل لعربی علیٰ عجمی الا بالتقویٰ (ترمذی)

تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے کسی عربی کو کسی عجمی پر برتری نہیں مگر تقویٰ کے ذریعہ۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا

کلکم من آدم وآدم من تراب لا فضل لعربی علیٰ عجمی ولا لأبیض علیٰ اسود الا بالتقویٰ (زادالمعادلابن قیم)

تم سب آدم سے اور آدم مٹی سے ہیں کسی عربی کو کسی عجمی پر اور گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے ذریعہ۔

اتحادِ ملت کا نظریہ

محسن انسانیت فخرِ آدمیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی مساوات پر مبنی نظریۂ اتحاد واتفاق پر سب سے زیادہ توجہ مبذول فرمائی اور قرآن مجید کے دستور وآئین کے تحت ایمان وتوحید کی اساس پر عربوں کو متحد ہونے کی دعوت دی، اسلام کی آواز نے سب سے پہلے عرب معاشرہ کے ان دبے کچلے افراد کو متاثر کیا اس لئے کہ سب سے زیادہ اسی نادار ومجبور طبقہ کا استحصال ہو رہا تھا، خاص کر غلاموں پر جو انسانیت سوز مظالم کئے جاتے تھے اس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جبکہ مفلوک الحال افراد، مالدار رئیسوں کی چیرہ دستیوں کا شکار ہوتے تھے اور جانوروں سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبور تھے، طبعی طور پر رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ایمان پر لبیک کہنے ہی سبقت کرنے لگے، سردارانِ قریش کے لئے ضعیفوں، ناداروں، غلاموں کا اعلان بغاوت سب سے بڑا حادثہ تھا ان کا جذبۂ انتقام اپنی آخری حدوں کو چھونے لگا اور انھوں نے اپنے دلوں کی بھڑاس نکالنے میں کسی قسم کی نرمی نہیں برتی، ایسے ایسے انسانیت سوز مظالم ایجاد کئے کہ سن کر ہول آتا ہے اور حقیقت پسند درد دل رکھنے والا کوئی بھی آدمی سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا جبر واستبداد کے خوگر سردارانِ مکہ کو انسان بھی مانا جائے یا نہیں، سوچئے کہ حضرت بلال بن رباح حبشیؓ کو ان کا آقا امیہ بن خلف تپتے ریگستان پر ننگے بدن لٹا دیتا تھا اور سینہ پر اتنا وزنی پتھر رکھ دیتا تھا کہ زبان منہ سے باہر آجاتی تھی مگر بلالؓ نے بھی مئے توحید کا جام پیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام توحید وایمان اور اعلانِ مساوات ان کے رگ وریشہ میں دوڑ رہا تھا وہ تمام مظالم کو برداشت کرتے تھے اور اَحد اَحد کا نعرہ بلند کرتے تھے، حضرت خباب بن ارتؓ کو ظالم بھڑکتے شعلوں پر لٹا دیتے تھے یہاں تک کہ ان کی پشت کی کھال جل کر اس سے چربی بہنے لگتی اور شعلوں کو بجھا دیتی، حضرت عمار بن یاسرؓ کو ظالم اتنا مارتے کہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہو جاتے تھے، زبیر بن عوام کو ان کا چچا چٹائی میں لپیٹ کر

منھ اور ناک میں دھواں دیتا تھا حضرت سمیہؓ ضعیف عورت تھیں ایمان لانے کے جرم میں ابو جہل ملعون نے ان کی شرمگاہ میں برچھا مار کر شہید کر دیا۔

مگر محمد عربی نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں میں جو تبدیلیٔ نظام کی روح پھونک دی تھی وہ فطرت انسانی کا مطالبہ تھا اس لئے اسلام کو جتنا مٹانے اور دبانے کی کوشش ہوتی رہی اسلام کی آواز دلوں کو فتح کرتی رہی ابھی مکہ کا سر برآوردہ طبقہ اسلام کو ناداروں، محتاجوں اور غلاموں کا مذہب مان کر اس سے بھی برگشتہ تھا مگر اسلام کا پیغام تو عام تھا اور قیامت تک عام رہے گا لہٰذا آہستہ آہستہ سنجیدہ قسم کے سرداروں میں بھی اسلام کی حقانیت وابدیت اور قرآن کی صداقت اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا یقین پیدا ہونے لگا اور وہ بھی اسلام قبول کرنے لگے، حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت حمزہ، حضرت عثمان، حضرت ابوعبیدہ، حضرت عبیداللہ بن طلحہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم جیسے مشہور و باوقار سردار بھی جب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور عربوں نے انھیں سرداروں کو غلاموں، ضعیفوں کے ساتھ ایک صف میں دیکھا، دونوں قسم کے لوگوں کے درمیان مساوات انسانی اور اسلامی وحدت کا مشاہدہ کیا تو یقین ہونے لگا کہ دنیا میں نیا انقلاب آچکا ہے اب شرک وکفر اور ضلالت و جہالت کا دور بہت جلد ختم ہو جائے گا اور انسانی مساوات، اسلامی وحدت اور نظام قدرت کی بالادستی کی نئی صبح آئے گی پھر بھی مخالفت و معاندت سے باز نہیں آرہے تھے اللہ تعالیٰ نے اسی کو بیان کیا ہے

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَاللهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔

(الصف۔۸)

چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں اور اللہ اپنے نور (اسلام) کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کفار ناپسند کریں۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا (اقبال)

انقلابِ عظیم کی وسعت وجامعیت

آقائے مدنی محمد عربی صلوات اللہ علیہ سلامہ نے اپنی تحریک اصلاح سے ایک تاریخی عدیم المثالی انقلاب برپا فرمایا تھا، یہ عظیم انقلاب آج کے دانشوروں اور مفکروں کو بھی حیرت میں ڈالے ہوئے ہے کہ آج سے تیرہ چودہ سو سال قبل عرب کے دورافتادہ غیر متمدن ریگستانوں میں آباد، ایران وروما کی ترقیات اور تہذیب وثقافت سے ناآشنا باہم دست بگریباں منتقم المزاج انانیت پسند عربوں کے مختلف متحارب گروپوں اور قبائل کو ایک امی محمد عربیؐ جنھوں نے نہ کسی یونیورسٹی میں سماجیات وسیاسیات کی تعلیم حاصل کی تھی اور نہ ہی کبھی حکمرانوں وسیاستدانوں سے ربط وتعلق رکھا تھا بلکہ جزیرہ نمائے عرب سے باہر کی دنیا کا کوئی تجربہ نہیں تھا، سوائے ایک دو تجارتی اسفار کے کبھی کوئی غیر ملکی سفر بھی نہیں کیا تھا، مکہ کی محدود مقامی چالیس سالہ زندگی وہ بھی زیادہ تر یکسوئی وتنہائی میں گزری تھی، اچانک ایک نئی دعوت لے کر میدانِ عمل میں آئے ہیں اور اسلام کے نام پر عربوں کی زندگی میں ایک عظیم ترین انقلاب برپا کردیتے ہیں، ایسا جامع نظامِ زندگی پیش کرتے ہیں جو ہمہ گیر بھی ہے اور عالم گیر بھی، اس نظامِ زندگی کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ قدیم رواجوں، رسموں، اور عربوں کے عقیدہ ومسلک کو بالکل بدل کر رکھ دیتا ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا برپا کردہ انقلاب فکری وروحانی اور اخلاقی طور پر عرب ہی نہیں بلکہ ہر اس انسان کو یکسر تبدیل کردیتا ہے جو دائرۂ اسلام میں داخل ہوتا ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت حکمتِ عملی، سیاسی بصیرت اور دوراندیشی اور بے مثال ثابت قدمی سے عربوں میں اتحاد واتفاق کی ایسی لہر دوڑائی کہ تمام قبائل بہت قلیل مدت میں ایک پلیٹ فارم پر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں متحد ہوگئے، ان میں ایکتا، مساوات اور وحدت کا ایسا منظر دنیا نے دیکھا جو کسی بھی قوم وملت کے اتحاد میں نظر نہیں آتا، محمد عربیؐ کا کمال ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو ایک اللہ کے لئے جینے، مرنے اور ایک دین کے تابع ہوکر ایک دستور پر عمل پیرا

رہنے کا عادی وخوگر بنادیا، پوری طرح مسلمانوں پر آخرت کی فکر غالب کر دی اور ایمان وتوحید کے نام پر تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی بنادیا، عربوں نے بہت فراخدلی سے اسلامی اخوت کے نئے رشتہ کو قبول ہی نہیں کیا بلکہ یہ ان کا شعار اور علامت بن گیا، اس کا نمونہ ہجرت کے بعد مدینہ کے انصار اور مہاجرین کی مواخات سے ہوتا ہے، انصارِ مدینہ نے جس قدر وسعت قلبی اور اعلیٰ ظرفی کے ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کو اپنے اموال واسباب اور جائداد میں شریک کرلیا اور دونوں ایک دوسرے پر جان قربان کرنے لگے، دنیا کے کسی مصلح وریفارمر یا قائد نے آج تک ایسا مثالی انقلاب پیدا کرنے اور مختلف الافکار قوموں کو ایک مقصد کے تحت جمع کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کی، ہم کو پوری انسانی تاریخ میں انسانی مساوات اور وحدت واجتماعیت کی انقلابِ محمدی سے زیادہ کامیاب اور جامع ترین کوئی مثال تلاشِ بسیار کے بعد بھی نظر نہیں آئی۔

دوسرا حیرت انگیز منظر یہ نظر آتا ہے کہ جیسے جیسے محمدی انقلاب کا دائرہ وسیع تر ہوتا گیا اور جزیرہ نمائے عرب سے نکل کر شام وعراق اور افریقہ تک دراز ہوتا گیا، اسلامی وحدت ومساوات کا دائرہ بھی اسی طرز پر وسیع ہوتا گیا، تمام قوموں نے اپنی قدیم روایات ورسومات اور تہذیب وثقافت کو ترک کر کے پوری طرح اسلام کے طرزِ فکر اور اصولِ زندگی کو نہ صرف مان لیا بلکہ اس اسلامی تہذیب وتمدن کے داعی بن کر دوسروں کو اس سے جوڑنے میں سرگرم ہوگئے اور اسلام کے پیغام مساوات واخوت کو عام کرنے لگے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی باہمی محبت ورافت اور قربت وتعلق کو بہت بلیغ انداز میں اس مثال سے پیش کیا

مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى (رواه مسلم)

باہمی محبت ورحمدلی اور ملاطفت میں مسلمانوں کی مثال جسم کی طرح ہے کہ جب جسم کے کسی عضو کو تکلیف پہونچتی ہے تو اس کی حدت وسوزش اور تڑپ تمام جسم کو ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں اسلامی اخوت کے عموم کا ذکر کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقرهٗ۔ (رواہ مسلم)

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو بے یارو مددگار چھوڑتا ہے اور نہ ہی اس کی تذلیل وتحقیر کرتا ہے۔

اسی اسلامی اخوت ومحبت اور تمام قوموں اور ملتوں کو ایک دوسرے سے مربوط کرنے اور تمام نسلی وخاندانی امتیاز کو ختم کر کے ایک نظریہ توحید پر متحد کرنے کی اسلامی تحریک کے بارے میں مفکر اسلام علی میاں ندویؒ نے فرمایا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ دین اسلام سب کا حق اور تمام اقوام وملل، تمام قومیتوں اور تمام نسلوں، تمام خاندانوں وخانوادوں اور تمام ملکوں وخطوں کی دولت مشترکہ اور اجتماعی میراث ہے اس میں یہودی اور ہندو برہمنوں جیسی درجہ بندی نہیں، اس میں کوئی قوم دوسری قوم سے، کوئی نسل دوسری نسل سے ممتاز و برتر نہیں اس میں رنگ ونسل کا کوئی امتیاز نہیں، بلکہ یہاں شمار ذوق وشوق، حسن قبول وطلب، قدردانی واحسان شناسی، جہاد واجتہاد اور دین وتقویٰ میں مسابقت ومقابلہ کا ہے۔ (از منصب نبوت اور دین کے بلند پایہ حاملین ص ۲۲۵)

مسلمانوں کی رحمدلی کا گواہ قرآن

اللہ تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کی باہمی محبت ورحمدلی اور ان کی اخوت کا ذکر قرآن کریم میں متعدد مقامات پر بہت ہی لطیف پیرایہ میں کیا ہے بلکہ اصحاب رسول عربی کی خاص شناخت قرار دی ہے ارشاد باری ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰاھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِہِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔
(الفتح۔۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت رحمدل ہیں تم ان کو دیکھو گے رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے اس حال میں کہ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا کے متلاشی ہیں ان کی علامتیں ان کے چہروں پر ہیں سجدوں کے اثر سے۔

رنگ ونسل،قوم وخاندان اور وطن وعلاقہ کے فرق وتفاوت سے بلند ہو کر محض اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنا اور رحمدلی کا معاملہ کرنا،بارگاہِ نبوت کے فیض یافتہ صحابہؓ کرام کی پہچان تھی وہ اللہ واحد کی بندگی میں ایک فکرونیت کے حامل افراد تھے اللہ کی رضا طلبی ان کا مشن تھا اور جو اس طلب میں جتنا فائق ولائق ہوتا تھا خواہ کسی بھی رنگ وروپ کا ہو سب کے نزدیک محترم ومعزز اور برگزیدہ شمار ہوتا تھا اور اس کی قدر کی جاتی تھی بات مانی جاتی تھی۔

ایک دوسری جگہ ایمانی اخوت کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔
(الحجرات۔۱۰)

مسلمان تو سب بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جاوے۔

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں (اگر دو بھائیوں کے درمیان اختلاف ہو تو) اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان صلح کرادو (تاکہ اخوت میں رخنہ نہ پڑے) اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

مہاجر وانصار کی مثالی اخوت

اسلام سے قبل باشندگانِ مکہ انصار کو انتہائی حقارت وذلت کی نظر سے دیکھتے تھے اور ان کو اپنے سے کمتر محض زراعت پیشہ افراد تصور کرتے تھے،غزوہ بدر کے موقع پر جب مبارزت طلبی کے

وقت انصار کے تین افراد شہسواران مکہ کے مقابلہ کے لیئے نکلے تو سرداران مکہ نے کہا تھا تم ہماری جوڑ کے نہیں ہو ہمارے مقابلہ کے لیئے قریش ہی میں سے کسی کو بھیجو تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہ بن الحارث، حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا، ان کو دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے کہا ہاں تم ہماری جوڑ و مرتبہ کے ہو۔

ایک طرف مکہ و یثرب کے درمیان فکر و نظر اور احساس کا اتنا واضح فرق دوسری جانب رسول حکمت و موعظت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکیمانہ فیصلہ کہ جب مکہ کے بے یار و مددگار مسلمان مہاجرین اپنا سب کچھ اللہ اور رسول کی راہ میں چھوڑ کر یثرب پہونچے تو انصارِ مدینہ نے ان کا دینی جذبہ سے سرشار ہو کر استقبال کیا اور نصرت و اعانت کی اعلیٰ مثال پیش کر کے اسلامی محبت و بھائی چارگی کے نظریہ کو عملاً ثابت کر دکھایا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ۔نے دونوں کے درمیان اس رشتہ کو دوام بخشنے کے لئے مواخات کا معاہدہ کرایا اس بارے میں مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ؒ نبی رحمت میں رقمطراز ہیں

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں ایک دوسرے کی غم خواری اور ہمدردی و اعانت کی بنیاد پر بھائی چارہ مؤاخات کا ایک معاہدہ بھی کرایا، انصار، مہاجرین کے ساتھ بھائی چارہ کے لئے اس طرح ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے کہ قرعہ اندازی کی نوبت آجاتی تھی، وہ مہاجرین کو اپنے مکانات، گھر کے اثاثہ، مال و دولت، زمین جائداد ہر چیز میں اختیار و تصرف دے دیتے تھے اور ان کو اپنے اوپر مقدم رکھتے تھے۔

ایک انصاری اپنے مہاجر بھائی سے کہتا دیکھو میرا نصف مال جتنا ہوتا ہو تم لے لو، میرے پاس دو بیویاں ہیں ان میں سے جو پسند ہو بتاؤ میں اس کو طلاق دیکر تمہارے حوالے کروں، مہاجر جواب دیتا، اللہ تمہارے گھر والوں اور مال و اسباب میں برکت دے تم مجھے بازار کا راستہ بتادو ہم قسمت آزمائی کر لیں گے"۔ (نبی رحمت از علی میاں ندوی ص ۲۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اسلامی معاشرہ کی تشکیل فرمائی تھی وہ مثالی معاشرہ،

اسلام کا اولین معاشرہ تھا جو انسانیت، محبت، اخوت اور تعاون باہمی کا خوگر تھا ایک دوسرے کا احترام، ایک دوسرے کے کام آنا، ایک دوسرے کے لئے قربانی دینا اور اس کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینا، انسانیت کے نام پر سب کے حقوق کی رعایت کرنا اور اسلامی شریعت کے تمام احکام کو بلا کسی چوں چرا کے قبول کرنا اور محض اللہ کی خوشنودی کو ملحوظ رکھنا اور ہر فرد کو اس کے مقام و مرتبہ اور عمر کے اعتبار سے درجہ دینا اور اس کا پاس و لحاظ کرنا، منافرت پھیلانے، بدگمانیاں پیدا کرنے اور بھائی چارگی و رشتہ داری میں کھٹاس پیدا کرنے والے تمام کاموں سے دور، بہت دور رہنا اس معاشرہ اور سماج کی خصوصیت تھی، یہی وجہ تھی کہ اسلامی معاشرہ کے تمام افراد بلا تفریق قوم و قبیلہ اسلامی وحدت کا اعلیٰ ترین نمونہ تھے، مساوات کی باد بہاری چلتی تھی اور رواداری کی فضا قائم تھی۔ اخوت و محبت کی روح کارفرما تھی، لہٰذا اس معاشرہ پر اللہ کی رحمت و نصرت ٹوٹ کر برستی تھی۔

وحدتِ ملت میں قرآن مجید کا کردار

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اجتماعی و انفرادی اور عباداتی و معاملاتی زندگی گزارنے کا ایک اصول و دستور مقرر فرمایا ہے اور قرآن عظیم کی شکل میں ہمیں وہ آسمانی آئین عطا کیا جس کی روشنی میں زندگی کے شب و روز بسر کرنا ہی اسلام ہے، قرآن مجید ہی وہ نسخۂ کیمیا ہے جو مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں کامیاب و کامراں بنانے کا ضامن ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی دعوتی و اصلاحی قدم اٹھایا وہ قرآنی تعلیمات و ہدایات کے تحت اٹھایا آپ نے کسی بھی موقع پر کسی بھی حالت میں اپنی ذاتی رائے یا اپنے تصور و خیال اور جذبات و نظریات کی پیروی نہیں کی، وہ اللہ کے رسول اور نبی تھے اور وحی الٰہی قرآن کی روشنی میں ہی کوئی بات کہتے تھے ورنہ کوئی صورت نہیں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا عظیم الشان ایمانی و روحانی اور اصلاحی و دعوتی انقلاب برپا کر دیتے اور عربوں کی زندگی کا رخ پھیر دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى (النجم۔۳)

اور وہ خواہشات نفس کے تابع ہو کر نہیں بولتے وہ وحی الٰہی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ (کہف۔۱۱۰)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں جس پر وحی آتی ہے یقیناً تمہارا معبود ایک اللہ ہے۔

يٰأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ۔ (المائدۃ۔۶۷)

اے رسول آپکے رب کی طرف سے جو کچھ آپ پر اتارا گیا ہے اس کو پہونچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو پیغام حق نہیں پہونچایا۔

اسی جیسی متعدد آیت کریمہ بتاتی ہیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و عمل اور ہر اقدام قرآن مجید کی ہدایات کے تابع تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو ہمارے لئے اسلامی اتحاد کا آئین بنایا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ (آل عمران۔۱۰۳)

اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نااتفاقی مت کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اسکو یاد کرو جبکہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے رہتے ہیں تا کہ تم لوگ راہ پر رہو۔

حبل اللہ سے مراد تمام مفسرین نے قرآن مجید کو مانا ہے کیونکہ عرش سے فرش کو جوڑنے والی نورانی زنجیر یہی قرآن مجید ہے، یہ اللہ کا کلام ہے جو بندوں کو اپنے رب سے جوڑتا ہے اور عبد و معبود میں ربط پیدا کرتا ہے پھر جمیعاً کے معنیٰ پر غور کیجئے کہ کس طرح سب مسلمانوں کو شامل کیا گیا ہے کہ تم سب بلا تفریق جنس وقوم اور رنگ وروپ قرآن کریم کو مضبوطی سے پکڑلو۔ ایک معنیٰ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پورے قرآن پر عمل پیرا ہو جاؤ، اوامر و منہیات میں کوئی تفریق مت کرو کہ بعض احکام کو مانو اور بعض کو نہ مانو جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا معاملہ تھا کہ تورات وانجیل کے بعض مسائل پر تو عمل کرتے تھے اور بعض مسائل واحکام جو ان کے نفس وطبیعت کے خلاف ہوتے تھے ان کو نہیں مانتے تھے اسی کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ (البقرہ۔۸۵)

تو کیا تم کتاب کے بعض احکام کو مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔

قرآن کریم کی اسی آیت میں "واعتصموا" امر کا صیغہ ہے (یعنی قرآن کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے) اس لئے مفسرین وفقہاء نے فرمایا کہ قرآن مجید کی ہدایات کے تابع ہو کر تمام مسلمانوں کا قرآن کے اصول وقانون پر متحد ہونا واجب ہے، جبکہ "ولا تفرقوا" نہی کا صیغہ ہے یعنی عقیدۂ وحدانیت اور ایمان باللہ والرسول سے انحراف کر کے کسی نئے فرقہ کو پیدا کرنا، مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا، اور اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے مسلمانوں کی قوت وطاقت کم ہوگی اور اسلام کے نظامِ وحدت کے بین الاقوامی اصولوں پر زد پڑے گی جس سے باطل کو فروغ پانے کا موقع ملے گا اور یہی چیز اللہ کو پسند نہیں۔ (نبی رحمت ص ۶۱۷)

مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برپا کردہ انقلاب پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں، اس محسن اعظم کا احسانِ اعظم یہ ہے کہ اس نے توحید کی نعمت دنیا کو عطا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (توحید کی نعمت کے بعد) دوسرا انقلاب آفریں اور عظیم احسان، وحدت انسانی کا وہ تصور ہے جو آپ نے دنیا کو عطا کیا، انسان قوموں اور برادریوں،

ذات جاتی اور اعلیٰ وادنیٰ طبقوں میں بٹا ہوا تھا اور ان کے درمیان انسانوں اور جانوروں، آقاؤں اور غلاموں اور عبد و معبود کا سا فرق تھا، وحدت و مساوات کا کوئی تصور نہیں تھا، آپؐ نے صدیوں کے بعد یہ انقلاب انگیز اور حیرت انگیز اعلان فرمایا

یاایھاالناس ان ربکم واحد وان أباکم واحد کلکم لآدم وآدم من تراب ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم ولیس لعربی علیٰ عجمی فضل الا بالتقویٰ۔ (کنزالعمال)

لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے تم سب اولاد آدم ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں مگر تقویٰ کی بنا پر۔

یہ وہ الفاظ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری حج میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کے عظیم مجمع میں فرمائے تھے ان میں دو وحدتوں کا اعلان کیا گیا ہے یہی وہ دو فطری مستحکم اور دائمی بنیادیں ہیں جن پر نسل انسانی کی حقیقی وحدت کا قصر تعمیر کیا جا سکتا ہے اور جس کے سایہ کے نیچے انسان کو امن و سکون حاصل ہو سکتا ہے اور وہ اشتراکِ عمل اور تعاون کے اصول پر انسانیت کی تعمیرِ نو کا کام انجام دے سکتا ہے، یہ دو وحدتیں کیا ہیں؟ ایک نوع انسانی کے خالق و صانع کی وحدت اور ایک نسل انسانی کے بانی اور مورث کی وحدت، اس طرح ہر انسان دوسرے انسان سے دوہرا رشتہ رکھتا ہے ایک روحانی اور حقیقی طور پر وہ یہ کہ سب انسانوں اور جہانوں کا رب ایک ہے، دوسرا جسمانی اور ثانوی طور پر وہ یہ کہ سب انسان ایک باپ کی اولاد ہیں، دوسرے الفاظ میں توحیدِ رب اور توحیدِ اب کی تعلیم دی جس کو مختصر الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے "الرّب واحد والاب واحد" پروردگار بھی ایک ہے اور والدین بزرگوار بھی ایک۔ (ماخوذ از نبی رحمت ص ۱۸۔۶۱۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کی فکر وحدت و اجتماعیت اور تفرقہ بازی، فرقہ بندی اور اختلاف و تنازع سے نفور و دوری کے بارے میں علامہ ابن قیم یوں تحریر فرماتے ہیں۔

اس امت کے بہترین لوگ صحابۂ کرامؓ ہیں اس لئے کہ ان سے بڑھ کر ہدایت اور دین حق پر جمع ہونے والا اور تفرقہ و اختلاف سے ان سے بڑھ کر دور رہنے والا کوئی اور گروہ نہیں (منہاج السنۃ)

جاہلی عصبیت پر ضرب کاری

انسانی وحدت ومساوات کو قائم اور مستحکم رکھنے کے لئے ضروری تھا قبائلی نخوت اور خاندانی امتیاز، اور آباء واجداد پر فخر وغرور کے بت کو پاش پاش کیا جائے، فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ میں اندر جا کر دوگانہ ادا فرمایا اور جب کعبہ سے نکلنے کے لئے اس کا دروازہ کھولا تو اس وقت صحنِ حرم میں قریش صف بستہ کھڑے تھے اور انتظار کر رہے تھے ایک غالب فاتح کی حیثیت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرنے والے ہیں، آپ نے بیت اللہ کے دونوں بازو تھام لئے جبکہ تمام لوگ آپ کے نیچے صحن میں تھے پھر آپ نے فرمایا

لا اله الا الله وحده لا شريك له صدق وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده الا كل مأثرة ومال ودم فهو تحت قدمي هاتين الا سدانة البيت وسقاية الحجاج، يامعشر قريش ان الله قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية وتعظمها بالأباء الناس من آدم وآدم من تراب (زادالمعاد۔ ج ا/ص ۴۲۴)

ایک معبود کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور سارے جتھوں کو تنہا شکست دی یاد رکھو تمام مفاخر، تمام انتقامات، خون بہا سب میرے قدموں کے نیچے ہیں صرف کعبہ کی تولیت اور حجاج کی آب رسانی اس سے مستثنیٰ ہیں، اے قوم قریش! اللہ نے تم سے زمانۂ جاہلیت کی نخوت اور آباء پر فخر کو مٹادیا ہے، سارے انسان، آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔

ایک موقع پر محسن انسانیت رسول مساوات نبی وحدت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائلی غرور اور حسب ونسب پر فخر اور خاندان وقبیلہ کے تفاوت وامتیاز کو کالعدم قرار دیتے ہوئے پوری شدت اور صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا

لينتهين اقوام يفتخرون بآبائهم الذين ماتوا انما هم فحم من جهنم اوليكونن

وہ قومیں جو اپنے مردہ باپ داداؤں پر فخر کرتی ہیں باز آجائیں وہ جہنم کا کوئلہ بن چکے ہیں

اھون علی اللہ من الجعل الذي یدھدہ الخراء بأنفه ان اللہ اذھب عنکم عبیة الجاھلیة وفخرھا بالآباء۔
(مشکوٰۃ باب المفاخرۃ ۴۱۷)

یا اللہ کے نزدیک اس کپڑے سے بھی زیادہ ذلیل وحقیر ہیں جو اپنی ناک سے نجاست کو دھکیلتے ہیں اللہ نے یقینی طور پر تم سے جاہلی عصبیت کو اور باپ دادا پر فخر کرنے کو مٹا دیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں جاہلی عصبیت اور قومی تعصب کے شکار لوگوں کو ملت اسلامیہ سے الگ تھلگ کرتے ہوئے فرمایا

لیس منا من دعا الی عصبیة ولیس منا من قاتل عصبیة ولیس منا من مات عصبیة۔ (رواہ ابوداؤد)

وہ ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی دعوت دیتا ہے اور وہ بھی نہیں ہے جو عصبیت کی وجہ سے لڑتا ہے اور وہ بھی نہیں ہے جو عصبیت کی موت مرا۔

عصبیت یہ ہے کہ حق و ناحق ہر حال میں اپنے قبیلہ اپنی قوم یا اپنے لوگوں کی حمایت کرنا یہ سراسر عدل و انصاف کے خلاف اور شرافت و انسانیت کے منافی جانبدارانہ رویہ ہے آپس میں دوری اور نفرت پیدا کرتی ہے کہ کوئی فرد یا جماعت آنکھ بند کر کے اپنی برادری اپنی ذات اور اپنے قبیلہ کے ساتھ رہنے لگے عربوں کا یہی حال تھا جس کی وجہ سے ان کے درمیان مسلسل نفرت وعداوت رہتی تھی جب کہ امن وسکون قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ظالم خواہ اپنی قوم کا ہو یا غیر قوم کا اس کی مخالفت کی جائے اس کو ظلم وزیادتی سے روکا جائے اور مظلوم کی دادرسی کی جائے اور جس کا حق چھینا گیا ہے اس کا حق دلایا جائے، جس نے زیادتی کی ہے اس کی زیادتی کو غلط کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ۔
(النساء۔۱۳۵)

اے ایمان والو خوب انصاف قائم کرنے والے بنو اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ اگرچہ اپنے خلاف ہی پڑے۔

اس سے زیادہ صریح حکم اور کیا ہو سکتا ہے کہ عدل وانصاف کے مقابلے میں کسی کی رورعایت نہ کی جائے سب کو ایک نظر سے دیکھنا اور سب کے ساتھ انصاف کرنا آپس کے اتحاد واتفاق کو

باقی رکھنے اور دلوں کو جوڑنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، یہاں تک کہ کسی قوم کی دشمنی بھی انصاف کی راہ میں حائل نہ ہونے پائے یہی تقویٰ کا تقاضہ اور عدل و انصاف کا مطالبہ ہے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ (المائدۃ۔۸)

اے ایمان والو! کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر نہ ابھارے کہ انصاف ہی نہ کرو، انصاف کرو وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم وستم کے خلاف سینہ سپر ہونے اور ظالم کو ظلم سے روکنے کا حکم دیا ہے کیونکہ ناانصافی یہی ہے کہ کسی پر زیادتی کی جائے یا اس کا واجبی حق نہ دیا جائے، فرمایا "انصر اخاك ظالماً اومظلوماً" اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم کی مدد تو کروں گا ظالم کی کیسے مدد کروں؟ آپؐ نے فرمایا اس کو ظلم و زیادتی سے روکنا ہی اس کی مدد ہے (بخاری ومسلم)

شجر ہے فرقہ آرائی، تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو (اقبالؒ)

مسلمانوں کے عروج وارتقاء میں اتحادِ ملت کی کارفرمائی

اسلام کی یہی وہ آفاقی تعلیمات اور فطرت سے ہم آہنگ نظامِ حیات ہے جس نے مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ایک نظریہ وعقیدہ پر ایک صف میں کھڑا کر دیا تھا اور ایک ایسا صالح مثالی معاشرہ وجود میں آگیا تھا جس کے ہر فرد پر صرف قرآنی احکام اور سنتِ نبوی کی حکمرانی تھی، اس وحدت انسانی کو تازہ اور جوان رکھنے کے لئے اسلام نے عبادات میں بھی اجتماعیت اور مساوات کی روح پیدا کر دی، پنجوقتہ نماز کا ایسا جماعتی نظام قائم کیا کہ امیر وغریب، آزاد وغلام اور حاکم ومحکوم، عربی وعجمی، رومی وفارسی اور حبشی ایک باپ کی اولاد بن کر

ایک رب کے حضور میں ایک ساتھ ایک امام کی اقتداء میں صف بستہ کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں بقول شاعر

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

نماز باجماعت کی حکمت و مصلحت پر جتنا غور کرتے جائیں گے معانی و مطالب کے نئے نئے دروازے کھلتے جائیں گے، مسلمانوں کے درمیان اخوت و محبت کے جذبات کو فروغ دینے ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہونے اور تعاون و تعارف کا ماحول ساز گار بنانے میں نماز باجماعت کی بہت زیادہ اہمیت ہے اس سے مسلمانوں کے فکری و ایمانی اتحاد اور اسلامی شوکت و عظمت کا اظہار ہوتا ہے، اسی کے ساتھ مسلمانوں کی اجتماعی قوت اور ملی وحدت کا دبدبہ بھی غیروں پہ موثر انداز میں پڑتا ہے، اجتماعیت و وحدت کی یہی قوت و طاقت تھی جس نے مسلمانوں کے خوف سے دشمن عناصر کو لرزہ براندام کر رکھا تھا، حالانکہ مدینہ کے یہود اور منافقین نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی ہر ممکن کوشش اور سازش کی لیکن وحدت و مساوات کی روزانہ پانچ وقت مشق کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح انتشار و تشتت کو گوارہ کر سکتے تھے وہ قرآن مجید کے حکم "واعتصموا بحبل الله جميعاً" پر عمل پیرا تھے ان کی صف بندی و اجتماعیت میدان کارزار میں بھی قائم رہتی تھی جس طرح نماز باجماعت میں ایک امام کی اقتدا لازم جانتے تھے میدان جنگ میں بھی اپنے سپہ سالار اعظم یا امیر دستہ کی قیادت اسی وحدت کے جذبے سے قبول کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں صف بستہ مجاہدین کی تعریف کرتے ہوئے اپنی محبت کا حقدار بنایا ہے

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ۔ (الصف ۴)	اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو محبوب رکھتے ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بند ہو کر قتال کرتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی دیواریں ہیں۔

مسلمانوں کی اس اسلامی وحدت و اجتماعیت نے ان کو ثری سے نکال کر ثریا پر پہونچایا اور

قیصر وکسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کا مالک وحاکم بنایا،اسلامی اتحاد واتفاق نے ان کو بے پناہ قوت وطاقت سے مالامال کردیا تھا وہ ایک جان بن کر جیتے تھے،ایک فکر کے تحت سوچتے تھے،میدانِ کارزار میں اگر ایک عام مجاہد سپاہی بھی کسی دشمن کو امان دیتا تھا یا پناہ دیتا تھا تو امیر لشکر سے لے کر تمام مجاہدین اس عہدو پیمان کو قبول کرتے تھے،ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے دردوغم کو اپنا دردغم مان کرتا تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کے ساتھ رہنے ہی کو حفاظت کا سبب بتایا ہے۔فرمایا:

علیك بالجماعة فان الذئب یاکل القاصیة۔ (ابوداؤد)	تم جماعت کو لازم پکڑلو کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے الگ کنارے ہوتی ہے۔
ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب فعلیکم بالجماعة والعامة۔ (مسند احمد ومشکوٰۃ)	بیشک شیطان انسانوں کا بھیڑیا ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری کو پکڑتا ہے لہٰذا تم پگڈنڈیوں پر چلنے سے بچو تمہارے لئے ضروری ہے کہ جماعت اور تمام مسلمانوں کے ساتھ رہو۔

یعنی مسلمانوں سے فکری اور نظریاتی طور پر کٹ کر اپنی الگ راہ مت چلو ورنہ شیطان تمہارے ایمان وعقیدہ کو برباد کردے گا،یہ تاریخی حقیقت ہے کہ جو افراد بھی مسلمانوں کی جماعت حقہ سے کٹ کر اپنی الگ رائے پر چلے گمراہ ہوئے اور دشمنانِ اسلام نے ان کو مسلمانوں کے خلاف بھرپور انداز میں استعمال کیا،جب مسلمانوں میں باطل عقائد عام ہونے لگے تو فرقہ باطلہ کی بہتات ہوگئی خود مسلمانوں نے ان باطل فرقوں سے اسلام کے نام پر جو نقصان اٹھایا کسی کھلے دشمن سے اتنا نقصان نہیں اٹھایا۔

بغداد پر تاتاریوں کی یورش کا فسانہ عبرت ہو یا صلیبیوں کی یلغار کا شاخسانہ ہو اس کے پس پردہ گروپ بندی اور عقائد ومسالک کے اختلافات ہی کارفرما تھے،خود بظاہر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والوں نے ان دشمنوں کو یلغار کی دعوت دی،کہیں ذاتی مفاد تھا تو کہیں مسلکی

تنازعات تھے، اسی تناظر میں ان تمام خوفناک واقعات پر غور کیجئے جس میں مسلمانوں کو اپنے دشمنوں سے شکست کھانی پڑی اور زبردست جانی و مالی نقصان سہنا پڑا۔

مسلمانوں کے انحطاط و زوال کے اسباب آپسی اختلافات

جب تک مسلمانوں میں ملی وحدت، صبر و استقامت، اخوت و محبت، ایثار و قربانی، اپنے دینی بھائیوں کی خیر خواہی، کمزوروں، غلاموں سے ہمدردی، باہمی رحمدلی اور تعاون کی اعلیٰ قدر صفات پائی جاتی ہیں ان کی قوت و حشمت اور شان و شوکت کے ڈنکے بجتے رہے دشمنانِ اسلام مسلمانوں سے شکست کھاتے رہے اور اسلامی پرچم ہر خطہ و علاقہ میں لہراتا رہا، مخالفت و عداوت کی تیز و تند آندھیاں قصرِ اسلام کی مستحکم دیواروں سے ٹکراتی تھیں اور واپس ناکام لوٹ جاتی تھیں، فتنہ و فساد، اور منصوبوں، سازشوں، تحریکوں کے طوفان آتے تھے مگر سفینۂ اسلام تیز روی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھتا جاتا رہا، یہود و نصاریٰ اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی تگ و دو میں خود ہی شکست و ریخت کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے تھے، مجاہدین اسلام جدھر کا رخ کرتے فتح و کامرانی قدم چومتی تھی اور اسلامی معاشرہ میں امن و سکون، ایک دوسرے کی غمگساری، خیر خواہی کے پھول کھلتے تھے، ہر فرد اپنے کام میں مشغول اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں سرگرم اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنے والا تھا، نہ کسی پڑوسی کو اپنے پڑوسی سے رنجش و شکایت رہتی تھی، نہ کسی دینی بھائی کو اپنے مسلمان بھائی سے نفرت و بغض تھا، سب بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کا تعاون کرتے تھے۔

علامہ اقبال نے جس سماج و معاشرہ کا پیغام مسلمانانِ وقت کو دیا ہے، قرونِ اولیٰ کا اسلامی معاشرہ اس کی اعلیٰ ترین مثال تھا "المؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً" - (بخاری و مسلم)

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی

بتانِ رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

تنازعات واختلافات سے بچنے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے اسلامی وحدت اور انسانی مساوات کی روح کو باقی رکھنے کے لئے اسلامی معاشرہ کو ہر قسم کے تنازعات سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اور اس کے شدید نقصانات میں سے یہ بتایا کہ آپس کے جھگڑوں اور چپقلش سے مسلمانوں کا وقار اور رعب متاثر ہوگا، دشمنوں کے دلوں سے ان کی ہیبت زائل ہو جائے گی اور اسلامی وحدت کی مستحکم دیوار منہدم ہونے سے مسلمان مختلف خانوں میں تقسیم ہو جائیں گے تو ان کی قوت منتشر ہو جائے گی، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ زندگی کے ہر میدان میں ناکام ہوتے چلے جائیں گے جب کہ اسلام کی اشاعت اور حق کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کا متحد ہو کر رہنا ضروری ہے، اسی صورت میں اللہ کے احکام کی تنفیذ ممکن ہو سکتی ہے اور قرآنی تعلیمات وہدایات کے تحت اسلامی حکومت قائم ہو سکے گی اور دنیا میں اللہ رب العالمین کے عطا کردہ دستور وآئین کو بالادستی حاصل ہوگی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ایک جٹ ہو کر باطل قوتوں کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی ہر حال میں اطاعت کرتے ہوئے تنازعات واختلافات سے دور رہنے کی تاکید فرمائی ہے

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ (الانفال ۴۶-۴۵)	اے ایمان والو! جب (میدانِ جنگ میں) کسی (دشمن) جماعت کا سامنا کرو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو خوب یاد کرو ہو سکتا ہے تم کامیاب ہو جاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں اختلاف مت کرو ورنہ تم ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

غزوۂ بدر کے نازک ترین موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں کے مقابلہ میں اپنی اجتماعی قوت کو قائم رکھنے اور اس خطرناک پوزیشن میں بھی صرف اللہ کو یاد کرنے اس سے مدد مانگنے اور اللہ اور رسول اللہ کے حکموں کی تعمیل کا فرمان جاری فرما کر یہ بتایا ہے کہ تمہاری اجتماعیت، استقامت اور اللہ پر توکل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری وتابعداری ہی تم کو غالب وفتحیاب کرا سکتی ہے، اگر اپنی اپنی الگ رائے پر عمل کروگے تو تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا اور دشمن کامیاب ہوجائیں گے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل اتنی اہم ہے کہ اس سے انحراف کا خمیازہ ضرور بھگتنا پڑے گا، غور فرمائیے کہ غزوۂ احد ۳ھ میں مسلمانوں کو پہلے مرحلہ میں کتنی زبردست فتح حاصل ہوگئی تھی مگر ایک خاص جماعت جس کو سپہ سالارِ اعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کے ایک مخدوش مقام پر متعین کیا تھا کیونکہ اس سمت سے دشمنوں کے آنے کا خطرہ تھا اور فرمادیا تھا کہ چاہے ہماری جیت ہو یا شکست جب تک میں نہ کہوں تم اپنی جگہ مت چھوڑنا لیکن فتح کے بعد جب مشرکین اپنا سازوسامان چھوڑ کر بھاگنے لگے اور مجاہدین مالِ غنیمت جمع کرنے لگے تب اس جماعت کے اکثر لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی، نتیجہ یہ ہوا کہ بھاگتے ہوئے لشکرِ کفار کے ایک جرنیل خالد بن ولید (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے پلٹ کر اس سمت سے مسلمانوں پر حملہ کردیا اس ناگہانی آفت سے مسلمان پریشان ہوگئے اور بدحواسی میں راہِ فرار اختیار کرنی شروع کردی، مشرکین کا لشکر بھی واپس پلٹ آیا اور مسلمان دوطرفہ حملوں کی زد میں آگئے، رسولِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہوئے اور دندانِ مبارک شہید ہوگئے، فتح کو شکست سے بدل کر اللہ نے دکھایا کہ تم نے اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرلیا اور رسول کا صریح حکم نہیں مانا اور امیر جماعت کی بھی حکم عدولی کے مرتکب ہوئے لہٰذا اس تنازع واختلاف کا خمیازہ تم کو بھگتنا پڑا، اس کی سزا فوراً دیکر ہم نے تم کو معاف کردیا اب آئندہ اس قسم کے تنازع واختلاف کے مرتکب مت ہونا۔

جبکہ غزوۂ حنین ۸ سنہ ھ میں مسلمانوں کی تعداد دشمنوں سے پہلی مرتبہ زیادہ تھی ۱۲ ہزار

مسلمانوں کے مقابلہ میں ۴/ہزار بنو ثقیف اور ان کے حلیف قبائل تھے اس موقع پر اللہ پر توکل اور اس کی یاد سے مسلمان تھوڑی دیر کے لئے غافل ہو گئے ان کو اپنی تعداد پر بھروسہ ہو گیا تھا کہ جب ہر غزوہ میں قلت کے باوجود فتحیاب ہوتے رہے ہیں تو آج ہماری کثرت ہے، فتح یقینی ہے، اللہ کو یہ ان کا عجب اور تعداد پر بھروسہ پسند نہیں اول اول ان کے قدم اکھڑ گئے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو بھی بیان فرمایا ہے

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ۔ (التوبہ۔۲۵)

تم کو خدا تعالیٰ نے بہت موقعوں میں غلبہ دیا اور حنین کے دن بھی جبکہ تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا۔

آپسی جھگڑے کی ایک نحوست

آپس میں دو مسلمانوں کا جھگڑنا اور لڑنا امت کے لئے کتنے عظیم خسارے کا سبب بن جاتا ہے اس کی ایک مثال شب قدر جیسی متبرک رات کی تعیین سے محروم کر دیا گیا شب قدر کو اللہ تعالیٰ نے خاص امتِ محمدیہ کے لئے تحفہ میں عطا فرمایا ہے اس ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینہ کی عبادت کے ثواب بلکہ اس سے زیادہ ہے، ارشادِ ربانی ہے لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. مگر یہ رات کون سی ہے اس کی وضاحت نہیں فرمائی گئی، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں بتایا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو اس رات کی خبر دینے کے لئے حجرہ شریف سے باہر تشریف لائے تھے مگر دیکھا کہ دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے ہیں تو فرمایا

عن عبادة بن صامت رضي الله عنه قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ليخبرنا بليلة القدر فتلاحى رجلان من المسلمين فقال: خرجت لاخبركم بليلة القدر

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تا کہ شب قدر کے بارے میں بتائیں تو مسلمانوں میں سے دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے لہٰذا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو شب قدر کے بارے میں خبر دینے

فتلاحی فلان وفلان فرفعت وعسیٰ ان یکون خیراً لکم فالتمسوھا فی التاسعة والسابعة والخامسة.

(اخرجه البخاري)

کے لئے نکلا تو فلاں فلاں کو لڑتے جھگڑتے دیکھا پس شب قدر کی تعیین اٹھالی گئی اور ممکن ہے کہ یہ اٹھایا جانا تمہارے لئے باعث خیر ہو پس تم اس رات کو انتیسویں ستائیسویں اور پچیسویں شب میں تلاش کرو۔

اختلاف وانتشار کے اسباب پر پابندی

اسلام کی ہمہ گیر تعلیمات پر غور فرمائیں کہ اس نے نہ صرف اختلاف وانتشار سے بچنے اور متحد ہو کر معاشرتی ودینی زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے بلکہ ان تمام ذرائع اور اسباب کو ممنوع کردیا ہے جس سے معاشرہ میں بدامنی، خلفشار، بداعتمادی، بدگمانی پیدا ہوتی ہے ان تمام راستوں کو بند کردیا ہے جو نفرت وعداوت اور بغض وکینہ کی طرف لے جاتے ہیں کیونکہ اس سے دوریاں پیدا ہوتی ہیں جو اسلامی وحدت اور ایمانی اخوت کے بالکل منافی ہے، جب دلوں میں کدورت اور بغض کا مَیل ہوگا، جب دلوں میں ایک دوسرے سے نفرت اور عداوت کی آگ ہوگی تو کیونکر قربت ومحبت پیدا ہوگی، مومن کا دل تو آئینہ کی طرح صاف وشفاف اور بے غبار ہونا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

المومن مرأة المومن، والمومن أخو المومن یکف عنه ضیعتهٗ ویحوطه من ورائه.

(مشکوٰة)

مسلمان، مسلمان کا آئینہ ہے، مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اس کو بربادی سے بچاتا ہے اور اس کے پیچھے اس کی عزت وحرمت کی حفاظت کرتا ہے۔

ایسی کتنی احادیث ہیں جو اسلامی معاشرہ میں اخوت ومحبت اور تعاون ونصرت، اور ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان بھائی سے تعلق کو ظاہر کرتی ہیں۔

بدگمانی رکھنا، ٹوہ میں رہنا نفرت پیدا کرتا ہے

اسلامی معاشرہ میں نفرت و عداوت اور ایک دوسرے سے دوری پیدا کرنے میں بدگمانی کا بہت دخل ہے جب کہ مسلمانوں سے حسن ظن رکھنے کی تاکید کی گئی ہے، جب آدمی کسی سے بدگمان ہوجاتا ہے تو اس کی ہر حرکت کو برا گمان کرنے لگتا ہے اور اس کی باتوں میں اپنے خلاف منفی پہلو تلاش کرکے اس سے دوری پیدا کرلیتا ہے، یہ دوری رفتہ رفتہ نفرت میں بدل جاتی ہے اور ایک ایسا وقت بھی آتا ہے جب نفرت و عداوت اور دشمنی کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے بدگمانی کرنے سے منع فرمایا ہے، ارشادِ باری ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ. يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ۔

(الحجرات ۔۱۳۔۱۲)

اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی کرنے سے بچو بعض بدگمانی گناہ ہے اور کسی کی جاسوسی مت کرو اور نہ تم میں کا بعض بعض کی غیبت کرے کیا کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تم خود ہی اس کو ناپسند کروگے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے، اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندان و قبیلہ میں بنایا تاکہ ایک دوسرے سے تعارف پیدا کرو، یقیناً اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے، اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے۔

اس آیت میں کتنے صاف لفظوں میں بدگمانی کرنے سے منع کیا گیا ہے اور پھر جاسوسی سے روکا گیا ہے کیونکہ جب بدگمانی پیدا ہوتی ہے تو آدمی کا مزاج ہے کہ جس سے بدظنی ہوتی ہے اس کے پیچھے پڑا رہتا ہے کہ کیا کرتا ہے، کہاں جاتا ہے، کس سے ملتا ہے اور پھر اپنے طور پر رائے قائم کرلیتا ہے اور لوگوں سے اس کو بیان کرتا پھرتا ہے، عیب جوئی میں لگا رہتا ہے، لوگوں کی نظر میں

اس کو برا ثابت کرنے کے لئے اس کے عیوب کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے کو معاشرہ کا گھناؤنا عمل فرمایا ہے کہ غیبت کرنا گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے جس کو کوئی بھی گوارہ نہیں کرے گا۔ غیبت کرنا گناہِ کبیرہ ہے اس سے اسلامی سماج میں نفرت کی آگ بھڑکتی ہے، لڑائیاں ہوتی ہیں، بداعتمادی پیدا ہوتی ہے، آج ہم اپنے معاشرہ میں ان برائیوں کو عام طور پر ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، اور اس کے زبردست نقصانات سے دو چار ہیں، جہاں تین چار آدمی مل بیٹھے کسی نہ کسی کے خلاف باتیں ہونے لگتی ہیں اس کے عیوب گنائے جاتے ہیں اور غائبانہ کسی آدمی پر خوب تبصرے کر کے نفرت کی آگ بھڑکائی جاتی ہے جب کہ اس سے کسی کو ملتا کچھ نہیں ہاں معاشرہ میں فساد وفتنہ اور شورش ضرور پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے کتنے حکیمانہ انداز میں بدگمانی کرنا، ٹوہ میں رہنا، اور غیبت میں مبتلا ہونے سے منع کرنے کے بعد انسانی معاشرہ کے بارے میں بتایا کہ تم سب ایک ماں باپ کی اولاد سے ہو اگر چہ تمہارے خاندان الگ الگ ہیں قبیلے جدا جدا ہیں، مگر اصل ایک ہے پھر ایک بھائی دوسرے بھائی سے بدگمان رہے، ایک بھائی دوسرے بھائی کی غیبت کرے، ایک بہن دوسری بہن کی برائیاں کرتی پھرے اور اپنے کو اچھا اور دوسرے کو خراب ظاہر کرے یہ کہاں کی انسانیت اور شرافت ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اس کو پسند کرتا ہے جو ان برائیوں کو اس کے خوف سے چھوڑتا ہے اور اللہ کی رضا تلاش کرتا ہے۔

اللہ کے حبیب ومحبوب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباداللہ اخواناً۔

(رواہ البخاری ومسلم عن ابی ھریرۃ)

اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ اس لئے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے اور نہ کسی کے پیچھے لگے رہو اور نہ کسی کی ٹوہ میں رہو اور نہ کسی کے بھاؤ کرنے پر بھاؤ کرو اور نہ کسی سے بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے کی کاٹ میں لگے رہو اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن کر رہو۔

(۱) بعض روایات میں "تناجشوا" کی جگہ "تحاسدوا" آیا ہے، یعنی ایک دوسرے سے حسد مت کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدگمانی کو سب سے بڑا جھوٹ فرمایا اس لئے کہ محض اپنے گمان سے کسی کے بارے میں بلاتحقیق حال بات کہنا صریح جھوٹ ہوگا، ہمارے معاشرہ اور سوسائٹی میں ایسا عام طور پر ہوتا ہے، کسی آدمی کو کہیں جاتے دیکھا اور گمان سے فیصلہ کرلیا کہ فلاں جگہ گیا ہوگا اور اس کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ کسی آدمی کو دیکھا کہ کسی آدمی سے بات کرتا ہے تو اپنا فیصلہ کر کے بیان کرنے لگے۔

(۲) دوسری بات فرمائی کسی کے پیچھے مت لگے رہو کیا کرتا ہے، کہاں جاتا ہے، اور چھپ چھپ کر اس کی باتیں مت سنو، اور پھر بیان کرتے پھرو، عورتوں میں یہ بیماری بہت زیادہ ہوتی ہے کہ پڑوسیوں کی ٹوہ میں رہتی ہیں، کون آیا کون گیا، کیا کیا وغیرہ وغیرہ۔ وہ ہمیشہ کان لگائے رہتی ہیں یا آپ بہت سے لوگوں کو دیکھیں گے جہاں دو آدمی الگ کھڑے باتیں کررہے ہوں کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ دور کھڑے ان کی باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں پھر آہستہ آہستہ کسی بہانے قریب جا کر کھڑے ہوجاتے ہیں پھر اپنے طور پر اس گفتگو کو نمک مرچ لگا کر لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔ مقصد ہوتا رسوا کرنا یا پھر اپنی وسیع معلومات کا ڈھنڈھورا پیٹنا اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا (لا تقف ما ليس لك به علم) جس بات کا تم کو علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو۔

دوسروں کے گھروں میں تاک جھانک کرنا اور بلا وجہ پریشان رہنا بہت سے مردوں اور عورتوں کی عادت ہوتی ہے اور ایسے ہی لوگ نئے نئے جھگڑے اور فتنہ کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

لطیفہ

ایک صاحب نے اپنے دوستوں کی مجلس میں کہا کہ اجی فلاں میاں کی بیوی بہت بے غیرت اور بے حیا ہے، میری تو روح ایسے بے شرموں سے پناہ مانگتی ہے۔ بہت دیندار بنے پھرتے

ہیں، دوستوں نے پوچھا مرزا جی ان صاحب کے بارے میں آپ یہ باتیں کیوں کر رہے ہیں وہ تو بڑے شریف آدمی ہیں کہنے لگے بھائیو! میں نے خود میاں بیوی کو کھلے عام نازیبا حرکتیں کرتے دیکھا ہے، دوستوں نے پوچھا کہاں کرتے دیکھا ہے، کہنے لگے میاں میں نے سیڑھی لگا کر ان کے گھر کے روشن دان سے کمرہ کا ماحول دیکھا ہے میں بھی مہینوں سے چکر میں تھا کہ دونوں کی شرافت کا بھانڈا پھوڑوں گا۔

(۳) ''ولاتناجشوا'' کسی آدمی کے مول بھاؤ کرنے کے دوران محض بھاؤ بڑھانے کے لئے اپنی بولی شروع کر دینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حرکت کو مذموم قرار دیا ہے، آپ ہم دیکھتے ہیں کہ بازار میں کسی چیز کے لین دین کے لئے دو آدمیوں کے درمیان بات چیت ہو رہی ہے کہ کوئی آدمی درمیان میں بات کاٹ کر مول بھاؤ شروع کر دیتا ہے، قیمت بڑھا دیتا ہے اور پھر دام بڑھا کر رفو چکر ہو جاتا ہے اس طرح بلا وجہ جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے، اچھی خاصی بحث وتکرار سے فضا مکدر ہو جاتی ہے۔

(۴) ''ولاتباغضوا'' اور آپس میں بغض وکینہ مت رکھو، بغض وحسد وکنیہ ایسی مہلک بیماریاں ہیں جس کے اثرات ہمیشہ نفرت، دشمنی، دوری اور بگاڑ وفساد کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، ہمارے سماج میں یہ بیماریاں کینسر کی طرح سرایت کر چکی ہیں ہر جگہ گھس گئی ہیں، شاذ ونادر ہی کوئی شہر، گاؤں، دیہات کے مسلمانوں میں محبت وبھائی چارہ کا پُر امن ماحول ہوگا، ورنہ عام طور پر بغض وکینہ پایا جاتا ہے، کسی نے کاروبار میں ترقی کر لی، کسی نے اچھی نوکری حاصل کر لی، کسی کو اللہ نے دولت وثروت سے نواز دیا کہ پھر دیکھئے اس کے خلاف کتنی زبانیں نازیبا کلمات ادا کرنے لگتی ہیں، حسد کی آگ میں کتنے افراد جلنے لگتے ہیں اور اسکو نقصان پہونچانے کے درپہ ہو جاتے ہیں۔

(۵) ''ولاتدابروا'' ایک دوسرے کی جڑ کاٹنے میں مت لگو، بغض وعناد اور حسد ہی کا سبب ہے کہ نقصان سے دوچار کر دینا چالاکی، سیاست اور حکمت عملی سے تعبیر کرتے ہیں، کسی سیاسی لیڈر کو ابھرتے دیکھتے ہیں یا کسی کو معاشی طور پر خوشحال ہوتے دیکھتے ہیں تو اس کی بنیاد کھودنے میں

مصروف ہوجاتے ہیں، یہ وہ اعمال ہیں جن سے مسلم معاشرہ طرح طرح کے تنازعات کا شکار ہے، مقدمہ بازیاں ہیں کہ دن بدن بڑھتی جاتی ہیں، گروپ بندیاں ہیں کہ پورے گاؤں کو دو حصوں میں تقسیم کئے ہیں، یہاں تک کہ دو خاندانوں میں نفرت کے شعلے بھڑکتے ہیں، بجھانے والوں سے زیادہ ان شعلوں کو ہوا دینے والے موجود ہیں، آپ کے منھ پر آپ جیسی ان کے منھ پر ان کے جیسی، غیر موجودگی میں دونوں پر تبصرہ، لعن طعن کرتے ہیں۔

ان تمام حرکات وافعال سے منع کرنے کے بعد سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے جذبۂ اخوت کو بیدار کیا ہے کہ اللہ کے بندو محبت و پیار کی فضا قائم کرو اور بھائی بھائی بن کر رہو، مگر معاملہ اتنا بگڑ چکا ہے کہ دو حقیقی بھائیوں کے درمیان بھی نفرت کی دیوار حائل ہے، کھیتی کا مقدمہ قائم ہے، جائداد کا جھگڑا موجود ہے، میراث کا لفڑا ہے، حقوق دینے اور نہ دینے کی لڑائی ہے، پھر کیسے دوسرے دینی بھائیوں سے الفت ومحبت کے معاملات ہوں گے۔

استہزاء اور مذاق اڑانے کی ممانعت

اسلامی معاشرہ میں نفرت وعداوت اور انتشار واختلاف پیدا کر کے آپس کے تعلقات کو خراب کرنے اور محبت کے ماحول میں فساد و بگاڑ کا زہر گھولنے میں کسی کی تحقیر و تذلیل کرنا، مذاق اڑانا، اور برے القاب سے یاد کرنا بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا ہے، ارشادِ خداوندی ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

(الحجرات۔۱۱)

اے ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب ہے کہ (جن پر وہ ہنستے ہیں) وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب ہے کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کی عیب جوئی میں پڑو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو اور ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا ہی سب سے برا ہے اور جو باز نہ آئیں گے وہی ظلم کرنے والے ہیں۔

کسی کا مذاق اڑانا کسی پر ہنسنا، اور تمسخر کرنا ان لوگوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ جن میں دولت وثروت یا ذات برادری یا پھر منصب و مرتبہ کا غرور و تکبر ہوتا ہے وہ اپنے کو معزز و افضل جان کر دوسروں کی تحقیر کرتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں ان پر آوازیں کستے ہیں، بولیاں بولتے ہیں اس سے طبعی طور پر نفرت پیدا ہوتی ہے اور اختلاف جنم لیتا ہے، انتقامی جذبات پنپتے ہیں اور جن کا مذاق اڑایا جاتا ہے ان کے دلوں میں وحشت و نفرت باقی رہتی ہے وہ بدلہ لینے کے مواقع کو ضائع نہیں کرتے اور جب موقع مل جاتا ہے تو اس کا انتقام اکثر بہت بھیانک ہوتا ہے۔

ہندوستان میں ذات برادری کے نام پر جب کسی قوم کو مذاق کا نشانہ بنایا گیا ان کا استحصال کیا گیا، طرح طرح کے برے القاب دیئے گئے پھر آزادی کے بعد اسی درماندہ قوموں کو اقتدار ملا، یا زمینداری ٹوٹی اور سب آزاد ہو گئے تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس طرح دلت متحد ہو گئے ہیں، کس طرح مسلمانوں کا پسماندہ طبقہ ان لوگوں کے خلاف متحد ہو رہا ہے۔ جو کبھی ان کو ذلیل کیا کرتے تھے، اس سے کس کا نقصان ہو رہا ہے تمام کوششوں کے باوجود مسلم سماج تقسیم کا شکار ہے۔

اسی طرح گاؤں، یا دیہات وقصبات میں کچھ بڑے لوگ برادری کے نام پر یا اپنی دولت مقدمی کی بنیاد پر دوسرے باشندوں کی تحقیر و تذلیل کرتے ہیں تو لڑائی جھگڑے شروع ہوتے ہیں جو برسوں چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ جن کو معمولی اور حقیر جان کر مذاق کا نشانہ بناتے ہو، ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی دینداری، پرہیزگاری اور دیانتداری کے سبب اللہ کے نزدیک تم سے بہتر ہوں۔ خاص کر عورتوں میں دوسری عورتوں کا استہزاء کرنا، ان کی عیب جوئی کرنا، اور اپنے حسن و مال پر فخر کر کے دوسری عورتوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا بہت عام ہے، عورتیں اپنی نادانی، کم عقلی سے۔ بہت زیادہ فتنہ پیدا کر دیتی ہیں، ادھر کی بات اُدھر کرنا، ایک گھر کی بات دوسرے گھر پہونچانا اور برے القاب سے یاد کرنا، طعنہ دینا ان سے۔ بہت صادر ہوتا ہے اس لئے برے القاب دے کر مخاطب کرنے اور مشہور کرنے سے منع کیا گیا ہے اور عیب جوئی کی مذمت کی گئی ہے، اور کسی عیب دار آدمی کی نقل اتار کر ہنسنا اور لوگوں کو ہنسانا، لنگڑا، کانا، بہرا، لمبو، موٹو، وغیرہ

لقبوں سے یاد کرنا سخت معیوب عمل ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل اتارنے کے بارے میں فرمایا

ما احب انی حکیت احداً وان لی کذا وکذا (ترمذی عن عائشہؓ)

میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا چاہے اس کے بدلہ میں مجھے اتنی اتنی دولت ملے۔

جب کہ عیب جوئی اور مسلمانوں کی پردہ دری کے بارے میں سخت وعید فرمائی ہے، ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور بلند آواز میں فرمایا

یامعشر من اسلم بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا توذوا المسلمین ولا تعیروہ ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من یتبع عورۃ اخیہ المسلم یتبع اللہ عورتہ ومن یتبع اللہ عورتہ یفضحہ ولو فی جوف رحلہ۔

(ترمذی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

اے وہ لوگو! جو اپنی زبان سے اسلام لائے اور ایمان ان کے دلوں میں نہیں اترا تم مسلمانوں کو ایذا مت پہنچاؤ اور نہ ان کو عار دلاؤ اور نہ انکے عیوب کے پیچھے پڑو جو لوگ اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے پیچھے پڑتے ہیں اللہ انکے عیبوں کے پیچھے پڑ جائیگا اور جس کے عیب کے پیچھے اللہ پڑ جائے اس کو رسوا کر ڈالے گا چاہے وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک موقع پر کہا کہ صفیہ کا یہ عیب کہ وہ ایسی اور ایسی ہیں (یعنی پستہ قد ہیں اور بہت بڑا عیب ہے) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ان کو متنبہ کرتے ہوئے کہا عائشہ تم نے اتنا کڑوا لفظ اپنے منھ سے نکالا ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھول دیا جائے تو سمندر کو تلخ کردے (مشکوۃ شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چغلی کھانے، عیب جوئی کرنے، غیبت کرنے اور غیبت کو سننے سے منع کیا ہے، اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لا یدخل الجنۃ نمام" (بخاری ومسلم) چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

بلا تحقیق کسی غیر معتبر آدمی کی بات پر عمل کرنے سے بچنے کا حکم

سنی سنائی بلا تحقیق کئے کسی بات پر عمل کرنے سے بھی جھگڑے اور اختلافات پیدا ہوتے ہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہوٹل پر، بازار میں، مجلسوں میں لوگ بے سر پیر کی افواہیں اڑاتے رہتے ہیں، یا کسی کے خلاف خود من گڑھت الزام لگا کر حوالہ دے دیا جاتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں اور وہ بات پھیل جاتی ہے، بدگمانی و دوری اور شبہہ کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے، جب تک تحقیق کی جاتی ہے ایک آدمی بلا وجہ رسوا اور بدنام ہو جاتا ہے اور جب حقیقت سامنے آتی ہے تب پتہ چلتا ہے کہ جو بات فلاں آدمی کے بارے میں ہم کہہ رہے تھے وہ غلط ہے اس وقت سب اپنا دامن بچانے لگتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے سنا تھا۔

انہیں باتوں سے اختلافات پروان چڑھتے ہیں، بعض دفعہ تو نوبت مارنے، مرنے کی آجاتی ہے، عہدِ رسالت میں بلا تحقیق بات پر عمل کرنے کا ایک سنگین معاملہ پیش آیا تھا، قریب تھا کہ لاعلمی کے سبب ایک مسلمان قبیلہ پر حملہ کر دیا جاتا اور ناحق لوگ بے گناہ مارے جاتے، واقعہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ کو قبیلہ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی خزر خزاعی کے پاس زکوٰۃ کی رقم لینے کے لئے بھیجا اس لئے کہ حارث نے اسلام قبول کر کے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دوں گا اور ان سے زکوٰۃ وصول کر کے جمع رکھوں گا آپ فلاں دن فلاں جگہ اپنے قاصد کو بھیجئے گا میں رقم ان کے سپرد کر دوں گا لہٰذا ولید بن عقبہ کو بھیجا گیا ان کا زمانۂ جاہلیت میں بنو مصطلق سے جھگڑا تھا راستہ میں ان کو ڈر ہوا کہ کہیں تنہا پا کر قبیلہ کے لوگ ان کو ہلاک نہ کر دیں اس لئے راستہ سے واپس مدینہ آگئے اور کہہ دیا کہ قبیلہ والوں نے زکوٰۃ نہیں دی اور مجھکو مارنے کا قصد کیا یہ سنکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور فوراً حارث کی سرکوبی کے لئے مجاہدین کا دستہ روانہ کیا، ادھر حارث زکوٰۃ کی رقم لیکر قاصد کا انتظار کر رہے تھے یہ فوجی دستہ وہاں پہونچ گیا، حارث نے پوچھا کس ارادے سے آنا ہوا ہے کہا تم

نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ہے، مرتد ہوئے ہو، تمہاری سرکوبی کے لئے ہم کو بھیجا گیا، حارث نے کہا ہمارے پاس تو قاصد آیا ہی نہیں، ہم تو اسی کا انتظار کر رہے ہیں وہ لوگ حارث کو لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور صورت حال کی تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ ولید بن عقبہ گئے نہیں تھے اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا (مسند احمد تفسیر ابن کثیر)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ.

(الحجرات ۔۶)

اے ایمان والو! اگر کوئی غیر معتبر آدمی کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کرلو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانستگی میں کسی قوم پر حملہ کر دو پھر اپنے کئے پر تم کو پچھتاوا ہو۔

اللہ کے پیارے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

ان الشيطان ليتمثل في صورة الرجل فيأتي القوم فيحدثهم بالحديث من الكذب فيتفرقون فيقول الرجل منهم سمعت رجلا اعرف وجهه ولا ادري ما اسمهٗ يحدث (رواہ مسلم)

شیطان آدمی کے بھیس میں کام کرتا ہے وہ لوگوں کے پاس آ کر جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے پھر لوگ جدا ہو جاتے ہیں (یعنی مجلس برخواست ہو جاتی ہے) تو ان میں سے ایک آدمی کہتا ہے میں نے یہ ایک آدمی سے سنی ہے۔ جس کا چہرہ تو پہچانتا ہوں مگر اس کا نام نہیں جانتا۔

آیت کریمہ اور حدیث شریف دونوں میں ہر آدمی کی بات کی تصدیق کرنے اور اس کے حوالے کرنے سے بات کو عام کرنے سے روکا گیا ہے، بلکہ جس آدمی کی سچائی اور دیانت پر شبہہ ہو اگر وہ کوئی بات بیان کرے اور کسی کے بارے میں کچھ کہے تو پہلے اس کی صداقت کی تحقیق کر لی جائے پھر بیان کی جائے۔

آج کل میڈیا کا ایک عام مزاج ہے کہ بلا تحقیق کے ہر بات کو چھاپ دیتا ہے یا معمولی واقعہ کو اپنے خاص انداز میں بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے کتنے ایسے واقعات ہوتے آرہے ہیں کہ مسلمانوں کے بارے میں بلا ثبوت باتیں اخبارات اور ٹی وی وغیرہ میں آتی ہیں، خود مسلم سماج میں یہ حالت

ہے کہ کسی نہ کسی آدمی یا عورت کے بارے میں نفرت انگیز باتیں بلا ثبوت و تحقیق گشت کرتی رہتی ہیں۔

امام جصاص ؒ نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ کسی فاسق کی خبر کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ دوسرے ذرائع ابلاغ سے تحقیق کر کے اس کا صدق ثابت نہ ہو جائے کیونکہ آیت میں ایک قرأت "فتثبتوا" کی ہے جس کے معنیٰ ہیں کہ عمل کرنے اور اقدام کرنے میں جلدی مت کرو جب کہ معتبر ذرائع سے تصدیق نہ ہو جائے (معارف القرآن ج ۸ ص ۱۰۵)

ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو تحقیق کئے بغیر لوگوں سے بیان کر دے (بخاری ومسلم)

اخوت و محبت اور تعاون کا مزاج بنائیں

اسلام نے مسلمانوں کو ان تمام اعمال کو ترک کرنے کی تاکید فرمائی ہے جس سے اختلاف اور دوری و نفرت پیدا ہو اور ان اعلیٰ اوصاف کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جس سے آپس میں الفت محبت اور تعلق میں استحکام پیدا ہو، ایک دوسرے سے حسنِ ظن رکھنے اور لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی ترغیب دی ہے اور آپس میں مدد و اعانت کرنے کے فوائد سے آگاہ کیا ہے خاص کر ایسے دور میں جب کہ ہمارا مسلم معاشرہ تعصب و تفرق اور اختلافات و تنازعات کا شکار ہے ہمارا دینی و اخلاقی اور انسانی فرض ہے کہ ان نبوی ہدایات پر عمل کر کے محبت و بھائی چارگی کا خوشگوار ماحول تیار کریں، اپنے مسلمان بھائی کے دکھ درد اور رنج و غم میں اس کی دلداری کریں، اس کی ترقی، خوش حالی سے خوش ہوں اور جب مصیبت آئے تو اس کی بڑھ چڑھ کر محض اللہ کی خوشنودی کے لئے حسبِ توفیق مدد کریں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے آپسی رشتہ و تعلق کے بارے میں ارشاد فرمایا

عن ابن عمر رضی اللہ عنه قال: المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یسلمه ومن کان فی حاجة أخیه کان اللہ فی حاجته ومن فرج عن مسلم کربة فرج اللہ به کربة من کربات یوم القیامة ومن ستر مسلما ستره اللہ یوم القیامة۔

(رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس کو ستاتا ہے نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کریگا اور جو مسلمان اپنے بھائی کی پریشانی دور کریگا اور جو اپنے بھائی کی پردہ پوشی کریگا اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا قیامت کے دن۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں محبت کرنے والے مسلمانوں کی شان میں فرمایا۔ اللہ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو نہ نبی ہیں، نہ شہید ہیں پھر بھی انبیاء وشہداء بھی قیامت کے دن ان کے مقام ومرتبہ پر رشک کریں گے جو درجہ ان کو قیامت کے دن اللہ کے یہاں ملے گا، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون خوش نصیب لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپس میں ایک دوسرے کے رشتہ دار نہیں تھے اور نہ آپس میں مالی لین دین کرتے بلکہ محض اللہ کے دین کی بنیاد پر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، بخدا ان کے چہرے نورانی ہوں گے، ان کے چاروں طرف نور ہی نور ہوگا۔ انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اس وقت جب کہ لوگ خوف میں مبتلاء ہوں گے اور نہ کوئی غم ہوگا اس وقت جب کہ لوگ غم میں مبتلاء ہوں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (یونس۔ ۶۲) (رواہ ابوداؤد فی شرح السنۃ)

اختلافات سے بچنے کی تدابیر

اب وہ چند احادیث جن پر عمل کرنے سے انسان اختلافات سے بچ سکتا ہے۔

(۱) غصہ، جو تمام یا اکثر شرور وفتن، آفات اور برائیوں کا مجموعہ ہے، غصہ کی وجہ سے نہ جانے کتنے خاندان کا شیرازہ بکھر گیا، کتنی جانیں ہلاک و برباد ہوگئیں، کتنے رشتے توڑے گئے۔

(أ) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من جرعة أعظم اجراً عندالله من جرعة غيظ كظمها عبد ابتغاء وجه الله (ابن ماجه۔۴۱۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی گھونٹ اجروثواب میں غصہ کے اس گھونٹ سے بڑھکر نہیں جس کو کوئی بندہ محض اللہ کی رضاجوئی کے لئے پی جائے۔

(ب) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس الشديد بالصرعة، انما الشديد الذي يملك نفسهٗ عند الغضب۔ (الموطا۔۲۶۳۷)

کسی کو زیر کر دینے والا اصل طاقتور نہیں ہے، اصل طاقتور تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں کرلے۔

(ت) حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہیکہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ یارسول اللہ مجھے کوئی ایسی بات بتادیجئے جس پر ہمیشہ کاربند رہوں، بہت زیادہ نہ بتائیے کہ میں بھول جاؤں، آپؐ نے فرمایا (لاتغضب) غصہ نہ کرو (مؤطاء۔۲۶۳۶)

(ث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے کچھ نصیحت فرمائیے، آپؐ نے فرمایا غصہ نہ کرو، اس نے کئی بار دریافت کیا ہر بار آپؐ نے فرمایا غصہ نہ کرو۔ (بخاری۶۱۱۶)

(ج) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جنت میں لے جانے والا کوئی عمل بتادیجئے آپؐ نے فرمایا (لاتغضب ولك الجنة) غصہ نہ کرو تمہارے لئے جنت ہے۔ (الطبرانی فی المعجم الکبیر)

(۲) زبان کی لغزش، زبان اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اس کی عجیب وغریب کاریگری کا ایک اچھوتا نمونہ ہے وہ اپنے جسم کے اعتبار سے چھوٹی ہے لیکن جرم کے اعتبار سے بڑی ہے۔

انسان کا ایمان یا کفر زبان ہی کی گواہی سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے کہ وہ اپنی زبان سے اللہ کی اطاعت و بندگی کا اقرار کرتا ہے یا اس کی نافرمانی کا اعلان کرتا ہے۔

(أ) عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال: قلت يا نبي الله وإنا لمؤاخذون بما نتكلم به؟ فقال ثكلتك أمك يا معاذ وهل يكب الناس في النار على وجوههم أو على مناخرهم الا حصائد ألسنتهم۔

(ترمذی ۲۶۱۶، ابن ماجہ۔ ۳۹۷۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی جو کچھ ہم بولتے ہیں کیا اس پر ہماری گرفت ہوگی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا معاذ تمہارا بھلا ہو کیا لوگوں کو منہ اور نتھنوں کے بل فضول باتوں کے سوا کوئی اور چیز جہنم میں ڈالے گی۔

(ب) عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يضمن لي ما بين لحييه وما بين رجليه اضمن له الجنة.

(بخاري - ۶۴۷۴)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جبڑوں کی چیز (زبان) اور جو پیروں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے دے تو اس کے لئے میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(ت) وعن ابي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان العبد ليتكلم بالكلمة من رضوان الله لا يلقى لها بالاً يرفعه الله بها درجات وان العبد ليتكلم بالكلمة من سخط الله لا يلقى لها بالاً يهوي بها في جهنم۔ (بخاری۔ ۶۴۷۸ / موطاء۔ ۲۸۱۹)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بات کرتا ہے اس کی طرف اس کی توجہ بھی نہیں جاتی لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے کئی درجے بلند کرتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔

(ث) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: أتدرون ما المفلس؟ قالو المفلس فینا من لا درھم لہ ولا متاع فقال إن المفلس من امتی یأتی یوم القیامۃ بصلاۃ وصیام وزکاۃ ویأتی قد شتم ھذا وقذف ھذا وأکل مال ھذا وسفك دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ما یقضی علیہ أخذ من خطایاھم فطرحت ثم طرح فی النار۔

(مسلم۔۲۵۸۱)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس مال ومتاع نہ ہو آپؐ نے فرمایا کہ میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن کسی کو گالی دی ہوگی کسی کو تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا تو ہر ایک کو اس کا بدلہ اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا، پھر جب سب کا بدلہ دینے کے بعد اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(ج) عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما عرج بی مررت بقوم لھم أظفار من نحاس یخمشون وجوھھم وصدورھم

انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گذر کچھ ایسے لوگوں کے پاس ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے اپنے منہ اور سینہ کو نوچ رہے تھے

فقلت: من ھؤلاء یا جبرئیل؟ قال ھؤلاء الذین یأکلون لحوم الناس ویقعون فی اعراضھم۔ (ابوداؤد۔۴۸۷۸)

میں نے کہا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی آبروریزی کرتے ہیں۔

(د) من قال في مؤمن ما ليس فيه أسكنه الله ردغة الخبال حتى يخرج مما قال۔ (ابوداؤد.۳۵۹۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مومن کے بارے میں وہ بات کہے جو اس میں نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اسکا ٹھکانا جہنم میں خون اور پیپ کے دلدل میں بنا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بات سے باز آجائے۔

(ذ) فقال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اجتنبوا السبع الموبقات قالوا يا رسول الله وما هن قال الشرك بالله، والسحر، وقتل النفس التي حرم الله الا بالحق وأكل الربٰى وأكل مال اليتيم والتولي يوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات۔

(بخاری۔۲۷۶۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، کسی ایسے شخص کو قتل کرنا جسے قتل کرنا اللہ نے منع کر دیا ہے، ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے پیچھے رہ جانا اور پاک دامن بھولی بھالی عورت پر تہمت لگانا۔

(۳) ظلم کا انجام انتہائی برا اور خطرناک ہے اور ظلم کرنے والوں کی عاقبت میں گھاٹا اور خسارہ ہے، ظلم قیامت کا اندھیرا ہے، اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنے اور بندوں پر حرام کر دیا ہے لہٰذا ظلم سے ہر حال میں بچنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔

(أ) عن ابي ذر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم فيما روي عن الله تعالىٰ أنه قال ياعبادي اني حرمت الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرما فلا تظالموا۔ (مسلم۔۲۵۷۷)

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کہتا ہے اے میرے بندو: میں نے اپنے اوپر ظلم کرنے کو حرام کرلیا ہے اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کیا ہے اس لئے آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

(ب) عن جابر بن عبدالله رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات يوم القيامة. (مسلم-۲۵۷۸)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کا اندھیرا ہے۔

(ت) عن ابی هریرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كانت لهٗ مظلمة لأخيه من عرضهٖ أوشئ فليتحلله منه اليوم قبل ان لا يكون دينار ولا درهم ان كان لهٗ عملٌ صالحٌ اخذ منه بقدر مظلمته وان لم تكن لهٗ حسنات اخذ من سيئات صاحبهٖ فحمل عليه۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر اپنے بھائی کا کوئی ظلم عزت و آبرو یا کسی اور تعلق سے ہو تو وہ آج اس کا فیصلہ کر کے چھٹکارا حاصل کرلے قبل اس کے کہ ایک ایسا وقت آجائے جب نہ کوئی درہم ہو گا نہ دینار اگر اس کا کوئی نیک عمل ہو گا تو اس سے اس کے ظلم کے بقدر لے لیا جائے گا اور اگر نیکیاں نہیں ہوں گی تو اس کے ساتھی (جس پر ظلم کیا) کے گناہ اور برائیاں لے کر اس پر لاد دی جائیں گی۔

(ث) عن ابی موسٰی رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله ليملي للظالم حتٰى اذا أخذهٗ لم يفلته قال ثم قرأ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰي وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ.

(بخاري ۴۶۸۶/مسلم. ۲۵۸۳)

حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے اور جب اس کی پکڑ ہوتی ہے تو وہ پکڑ سے بھاگ نہیں پاتا پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی (تیرے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جبکہ وہ گاؤں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے، بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور سخت ہے۔

(۴) خود پسندی اور تکبر وغرور اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے مذموم اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے اس کو فساد کا ذریعہ بتایا ہے، جس کے اندر رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں قطعاً نہیں داخل ہوگا کیونکہ تکبر دراصل حق سے روگردانی اور لوگوں کی تحقیر وتذلیل ہے، انانیت وخود پسندی کی علامت ہے، متکبر اور مغرور آدمی لوگوں کو ذلت آمیز نگاہ سے دیکھتا ہے اور متکبرانہ شان سے اتراتا پھرتا ہے، لوگوں کے ساتھ خودسری وخود پسندی کا معاملہ کرتا ہے نہ کہ انصاف وایثار کا، مختصر یہ کہ اسکو اللہ سے عداوت ہے اور لوگوں سے نفرت، تو اسکا ٹھکانا بھی جہنم ہی ہے، کیونکہ آخرت کی ابدی اور سرمدی نعمتیں تو انکے لئے چشم براہ ہیں جو اس روئے زمین پر نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا۔

(أ) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر قال رجل ان الرجل يحب ان يكون ثوبه حسنا ونعله حسنة، قال إن الله جميل يحب الجمال الكبر بطر الحق وغمط الناس۔

(مسلم-۱۴۷)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، کسی نے کہا آدمی اچھے کپڑے اچھے جوتے پہننا پسند کرتا ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ نفاست اور ستھرائی کو پسند کرتا ہے تکبر تو حق بات نہ ماننا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

(ب) قال النبي صلى الله عليه وسلم بين ما رجل يمشي في حلة تعجبه نفسهٗ مرجل جمته اذ خسف الله به فهو يتجلجل الى يوم القيامة۔

(بخاری ۵۷۸۹/مسلم۔۲۰۸۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی اچھا لباس پہنے اور سر میں کنگھی کیے ہوئے اترائی ہوئی چال سے چل رہا تھا اور یہ انداز اس کو بہت اچھا معلوم ہو رہا تھا، اس کو اللہ تعالیٰ نے دھنسا دیا وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔

(ت) عن ابن عمر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من تعظم فی نفسه اواختال فی مشیته لقی الله وهو علیه غضبان. (بخاری فی الادب المفرد)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے دل میں بڑائی جتائی یا اترا کر چلا وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے خفا ہوگا۔

(۵) خوش اخلاقی معاشرہ کی استقامت، ایک دوسرے کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آنے کی راہ ہے ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کی فضا شفقت ومہربانی کے اخلاق سے ہی ہوگی، ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک اوراچھے برتاؤ کا جذبہ، جودوکرم اور سخاوت ومروت کے اخلاق سے ہی کارفرما ہوگا، باہمی خیرخواہی کا خواب صداقت وراست بازی اور سچائی وصاف گوئی کے اخلاق ہی کی بدولت شرمندۂ تعبیر ہوگا اور مسلمانوں کی صف آرائی اور ان کی شیرازہ بندی کی دل سوزی، اور تڑپ اسی دل میں گھر کرے گی جس میں دوسروں کے ساتھ خیرخواہی اور خیرسگالی کا جذبہ موجزن ہوگا، لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ اچھے اخلاق سے آراستہ ہو، دوسروں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرے، حسن اخلاق عروج وکمال کا سرمایہ اور عزت وسربلندی کا دیباچہ ہے، اخلاق ہی سے قومیں نکھرتی اور سنورتی ہیں، اخلاق ہی کی بدولت ان کا ستارۂ اقبال بلند ہوتا ہے اور معجزاتی طور پر بام عروج تک پہونچتی ہیں۔

(أ) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اکثر ما یدخل الناس الجنة فقال: تقوي الله وحسن الخلق۔

(الترمذی۔ ۲۰۰۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ انسانوں کو جنت میں داخل کرانے والی چیز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تقویٰ اور خوش اخلاقی۔

(ب) عن ابی ذر رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: اتق الله حیثما کنت، واتبع السیئة الحسنة تمحها وخالق الناس بخلق حسن۔ (الترمذی۔ ۱۹۸۷)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرو، غلطی سرزد ہو جانے پر نیک کام کرلو تو غلطی کا ازالہ ہو جائے گا اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

(ت) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم إن الله أوحی إلی أن تواضعوا حتی لا یفخر أحد علی أحد ولا یبغی أحد علی أحد. (مسلم۔ ۲۸۶۵)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ، نہ کوئی کسی پر فخر کرے نہ سرکشی۔

(ث) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله. (مسلم ۲۵۸۸)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کرتا ہے۔

(ج) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما زاد الله عبداً بعفو إلا عزاً وما تواضع أحد لله إلا رفعهُ الله. (مسلم۔ ۲۵۸۸/موطا۔ ۲۸۵۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا جس نے عفو و درگذر سے کام لیا اللہ نے اس کی عزت بڑھائی اور جس نے بھی تواضع وانکساری اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اس کا مقام و مرتبہ بلند سے بلند تر کیا۔

(د) عن انس بن مالك رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباد الله إخواناً. (بخاری۔ ۶۰۶۵/مسلم۔ ۲۵۵۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں بغض مت رکھو اور آپس میں دشمنی مت کرو، نہ ایک دوسرے کے پیچھے پڑو، اللہ کے بندو بھائی بن کر رہو۔

(ذ) عن الزبیررضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: دب الیکم داء الأمم قبلکم الحسد والبغضاء هی الحالقة لا اقول: تحلق الشعر ولکن تحلق الدین والذي نفسي بیده لا تدخلوا الجنة حتٰی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتٰی تحابوا أفلا أنبئکم بما یثبت ذاکم لکم أفشوا السلام بینکم.

(ترمذی. ۲۵۱۰)

زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اندر گذشتہ قوموں کی بیماری سرایت کرگئی ہے بغض اور حسد یہ مونڈنے والا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بال کو مونڈتا ہے بلکہ یہ دین کو مونڈتا ہے اور برباد کرتا ہے، بخدا تم جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس میں الفت ومحبت کی فضا نہ پیدا کرو کیا وہ بات تمہیں نہ بتاؤں جو تمہارے اندر اس چیز کو مستحکم وپائدار بنائے؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔

(ر) عن النعمان بن بشیررضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول إن فی الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد کلهٗ وإذا فسدت فسد الجسد کلهٗ ألا وهی القلب۔

(بخاری. ۵۲/مسلم. ۱۰۹۹)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہے تو پورا جسم درست ہے اور اگر وہ خراب ہے تو پورا جسم خراب ہے، جان لو کہ وہ دل ہے۔

(ز) عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ایاکم والظن فان الظن أکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تباغضوا وکونوا اخواناً. (بخاری. ۵۱۴۳/مسلم. ۲۵۶۳)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے بڑا جھوٹ ہے جاسوسی نہ کرو اور نہ ٹوہ میں لگے رہو نہ ایک دوسرے کے لئے بغض رکھو بلکہ بھائی چارہ سے رہو۔

(س) ولا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلاثة ايام.

(بخاري. ٦٠٦٥/مسلم. ٢٥٥٩)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا جائز نہیں ہے۔ (راوی انس بن مالک)

(ش) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى. (مسلم ٢٥٨٦)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنین کے درمیان آپسی الفت ومحبت ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور باہمی ربط وتعلق کی مثال جسم کے مانند ہے، جسم کے کسی حصہ میں درد وتکلیف ہو تو سارا جسم رات بھر بیداری اور بخار میں مبتلا رہتا ہے (راوی نعمان بن بشیر)

(ص) عن ابن عمر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم اخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته ومن فرج عن مسلم كربة من كربات يوم القيامة ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة.

(بخاري. ٢٤٤٢/مسلم. ٢٥٨٠)

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اس کو دوسروں کے حوالہ کرتا ہے جو اپنے بھائی کی ضرورت کا خیال رکھتا ہے اللہ تعالی اس کی ضرورت کا خیال رکھتا ہے۔ جو کسی مسلمان کی مصیبت میں کام آتا ہے اللہ تعالی اس کی مصیبت میں کام آئیں گے اور جس نے کسی مسلمان کی ستر پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی کریں گے۔

صلح کرادینے کی اہمیت وفضیلت

حضرت ابو درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

الاأخبركم بأفضل من درجة الصيام والصدقة والصلوٰة قال قلنا بلٰى قال اصلاح ذات البين وفساد ذات البين هي الحالقة رواه ابوداوٗد والترمذي۔
(مشکوٰۃ المصابیح۔ ۲/۴۲۸)

کیا میں تم کو ایک ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو روزے، صدقے اور نماز سے افضل ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، آپ نے فرمایا دو شخصوں کے درمیان صلح کرا دینا، اور دو شخصوں کے درمیان فساد ڈالنا مونڈنے والی بات ہے۔

دوسری روایت میں ہے

دب اليكم داء الامم قبلكم الحسد والبغضاء هي الحالقة لا اقول تحلق الشعر ولكن تحلق الدين رواه احمد والترمذي۔ (حوالہ مذکورہ)

پہلے لوگوں کی بیماری تم میں آگئی ہے اور وہ بیماری حسد اور بغض ہے، یہ مونڈنے والا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈتا ہے بلکہ دین کو مونڈتا ہے۔

آئیے! اپنا جائزہ لیں

یہ احادیث ہماری خاص توجہ کی مستحق ہیں اور ان احادیث کی روشنی میں ہمیں اپنے عمل وکردار کا جائزہ لینا چاہیے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مامن امرئ مسلم يخذل امرأ مسلماً في موضع ينتهك فيه حرمته وينتقص فيه من عرضه الا خذله الله تعالٰى في موطن يحب فيه نصرته وما من امرئ مسلم ينصر مسلماً في موضع ينتقص من عرضه وينتهك فيه من حرمته الا نصره الله في موطن يحب فيه نصرته رواه ابوداوٗد۔ (مشکوٰۃ المصابیح۔ ۲/۴۲۴)

جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی ایسی جگہ مدد چھوڑ دے جہاں اس کی بے حرمتی کی جارہی ہے اور اس کی عزت کو نقصان پہونچایا جارہا ہے اللہ تعالیٰ ایسی جگہ اس کی مدد چھوڑ دے گا جہاں وہ اپنی مدد کو پسند کرے گا، اور جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزت کو نقصان پہونچایا جارہا ہے اور اس کی بے حرمتی کی جارہی ہے اللہ تعالیٰ اس کی ایسی جگہ مدد کرے گا جہاں وہ اپنی مدد کو پسند کرے گا۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

لاتوذو المسلمین ولا تعیروھم ولا تتبعوا عوراتھم فانه من یتبع عورة اخیه المسلم یتبع الله عورته ومن یتبع الله عورته یفضحه ولو فی جوف رحله رواه الترمذي۔ (مشکوٰۃ المصابیح۔ ۴۲۹/۲)

مسلمانوں کو ایذا نہ پہونچاؤ، اور ان کو عار نہ دلاؤ، ان کے عیوب تلاش نہ کرو، جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرے گا، اللہ اس کے عیب ڈھونڈھے گا، اور جس کا عیب اللہ نے ڈھونڈھا اس کو رسوا کرے گا، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔

ایک اور حدیث ملاحظہ کیجئے

عن ابی الدرداء قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ما من مسلم یرد عن عرض اخیه الا کان حقا علی الله ان یرد عنه نار جهنم یوم القیامة۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عزت بچاتا ہے، اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس سے جہنم کی آگ کو دور کرے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ۔

اور اہلِ ایمان کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔

(شرح السنہ)

خطاوار کون؟

مجھکو دنیا میں بتادو کوئی ایسا خانہ
جس میں بیٹھا نہ ہو ابلیس علیہ اللعنہ

رب سے انسانوں کو بہکانے کی لی اس نے سند
کہنا پڑتا ہے کہ فن کار ہے پختہ کہنہ

یہ بھی مخلوق ہے بہروپیہ ہرجائی مگر
ہے بڑا ماہر فن اس کو نہ سمجھو ادنیٰ

سرفہرست ہیں فتنوں میں نفاق وتفریق
ڈالتا ہے کبھی دیوارحرم میں رخنہ

بن گئے ناز وادا زلف خمیدہ مژگاں
فتنہ بازی کے لئے خنجروتیغ ودشنہ

وسوسے ڈال کے سینوں میں پلٹ جاتا ہے
دل ناداں کو بنالیتا ہے مہماں خانہ

معذرت کرتے ہوئے عرض مسلماں سے کروں
دکھتی رگ پہ رکھوں انگلی تو نہ دینا طعنہ

اپنے دل سے کبھی پوچھا کہ خطاوار ہے کون
سارا الزام ہو ابلیس کے سر کیا معنیٰ

سرزنش کی ہے کبھی خواہشِ نفسانی کی
نفس امارہ کا سرتوڑا یا موڑا شانہ

پیروی اس کی کریں اور رہیں خوش فہمی میں
وہ جہنم کو چلے ہم دخل فی الجنہ

صفحۂ دہر پہ جو نام تھا تیرا روشن
حرف علت ہوا یا بن گیا نون غنہ

سرخ رو ہوگا مگر سوزِ دروں پیدا کر
رو سیہ ٹھہرے گا محشر کی گھڑی میں ورنہ

✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻

سوانحی نقوش

نام: شفیق احمد بن حاجی بدر عالم خان

جائے پیدائش: کٹولی کلاں ضلع اعظم گڑھ، یوپی (انڈیا)

تعلیمی شہادات

(۱) حافظ قرآن = پیام حق دونہ

(۲) عالمیت = منبع العلوم خیرآباد، مئو

(۳) فضیلت = جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

(۴) ادیب کامل (B.A.) جامعہ اردو علی گڑھ

(۵) ایم۔اے (M.A.) مولانا آزاد یونیورسٹی حیدرآباد

(۶) عالم وفاضل = یوپی عربی وفارسی مدرسہ بورڈ لکھنؤ

(۷) اجازۃ دارالعلوم

(۸) افتاء وتدریب الخطابة حکومت امارات بذریعہ شئون اسلامیہ واوقاف

(۹) شہادۃ مشارکۃ = ہیئۃ ابحاث البیئۃ حکومت ابوظبی مع تعاون وزارۃ عدل والشئون الاسلامیہ والاوقاف۔

موجودہ ذمہ داریاں

امام + خطیب + مترجم + محفظ + دروس مساجد + فتاویٰ الهیئة العامة للشئون الاسلامیہ والاوقاف ابوظبی متحدہ عرب امارات U.A.E.

جواب شکوہ

(منتخب اشعار، کلیات اقبالؒ) از علامہ اقبالؒ

ہاتھ بے زور ہیں، الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعثِ رسوائی پیغمبرؐ ہیں
بت شکن اٹھ گئے، باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا براہیمؑ پدر، اور پسر آزر ہیں

بادہ آشام نئے، بادہ نیا خم بھی نئے
حرمِ کعبہ نیا، بت بھی نئے، تم بھی نئے

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختارؐ
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار
ہوگئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

جا کے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا تو غریب
زحمتِ روزہ جو کرتے ہیں گوارا، تو غریب
نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا، تو غریب
پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا، تو غریب

امرا نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملّتِ بیضا غربا کے دم سے

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی　　برق طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی

رہ گئی رسمِ اذاں، روحِ بلالی نہ رہی　　فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے

یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود　　ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود　　یہ مسلماں ہیں! جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو

تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

تم ہو آپس میں غضبناک، وہ آپس میں رحیم　　تم خطاوار و خطابیں، وہ خطاپوش و کریم

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم　　پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم

تختِ فغفور بھی ان کا تھا، سریرِ کَے بھی

یوں ہی باتیں ہیں، کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی

خودکشی شیوہ تمہارا وہ غیور و خود دار　　تم اخوت سے گریزاں، وہ اخوت پہ نثار

تم ہو گفتار سراپا، وہ سراپا کردار　　تم ترستے ہو کلی کو، وہ گلستاں بکنار

اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی

نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت ان کی